تعلیم الدین

ابتدائے زندگی سے تادمِ مرگ تمام دینی امور
مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ
ضروریات پر مشتمل مستند مجموعہ

تألیف
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ
۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

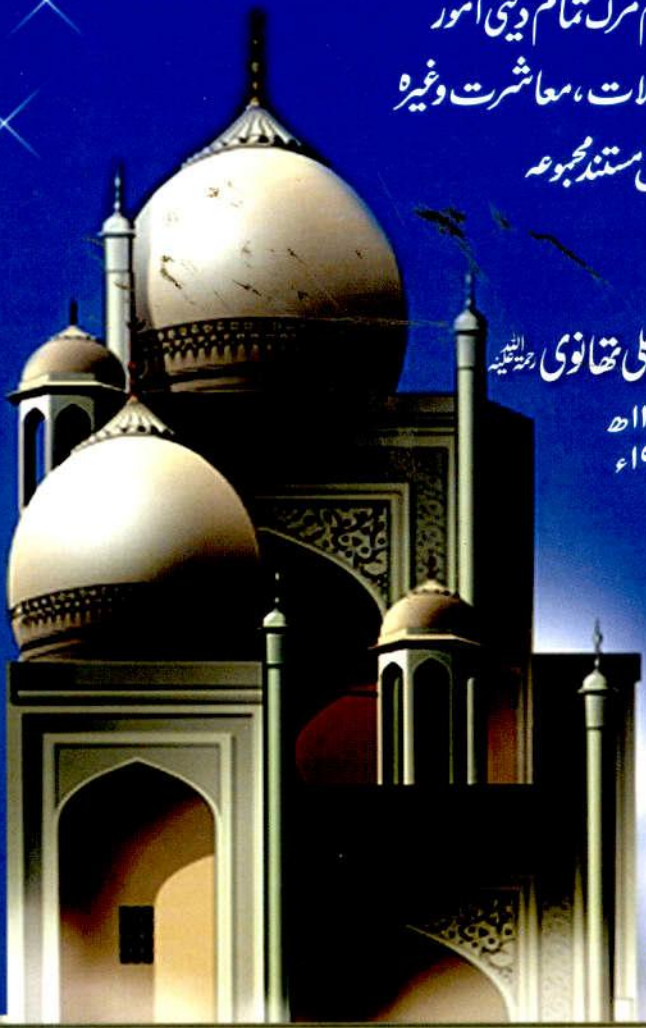

مکتبۃ البشریٰ
کراچی - پاکستان

تعلیم الدین

ابتدائے زندگی سے لے کر تا دمِ مرگ تمام دینی امور
مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ
ضروریات پر مشتمل مستند مجموعہ

تالیف

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ البشریٰ
شعبۂ اشاعت و نشر
جامعۃ الرشید (احیاء العلوم) کراچی، پاکستان

کتاب کا نام : تعلیم الدین

مؤلف : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد صفحات : ۱۲۸

قیمت برائے قارئین : =/۳۵

سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

ناشر : مکتبۃ البشریٰ

چوہدری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Z-3، اوورسیز بنگلوز، گلستان جوہر، کراچی۔ پاکستان

فون نمبر : +92-21-7740738

فیکس نمبر : +92-21-4023113

ویب سائٹ : www.ibnabbasaisha.edu.pk

ای میل : al-bushra@cyber.net.pk

ملنے کا پتہ : مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔ پاکستان +92-321-2196170

مکتبۃ الحرمین، اردو بازار، لاہور۔ +92-321-4399313

المصباح، ۱۶-اردو بازار، لاہور۔ +92-42-7124656, 7223210

بک لینڈ، سٹی پلازہ کالج روڈ، راولپنڈی۔ +92-51-5773341, 5557926

دار الإخلاص، نزد قصہ خوانی بازار، پشاور۔ +92-91-2567539

اور تمام مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

فہرست

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مقدمہ: مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۵	کتاب الصوم	۳۲
عقائد وتصدیقات	۱۰	باب تلاوۃ القران	۳۲
اقسامِ شرک	۱۸	باب الدعاء والذکر والاستغفار	۳۳
اشراک فی العلم	۱۹	باب الحج والزیارۃ	۳۵
اشراک فی التصرف	۱۹	باب الیمین و النذر	۳۵
اشراک فی العبادۃ	۱۹	معاملات وسیاسیات	۳۷
اشراک فی العادۃ	۱۹	باب النکاح	۴۵
بدعات القبور	۲۰	معاملہ سیاست	۴۹
بدعات الرسوم	۲۰	حکومت وانتظام ملکی	۵۲
بعض کبائر	۲۱	سفر	۵۳
شعب ایمانیہ	۲۲	آداب معاشرت وخوردونوش	۵۶
معاصی کے بعضے دُنیوی نقصانات	۲۴	پوشش وزینت	۵۸
طاعات کے بعضے دُنیوی منافع	۲۴	آدابِ طب	۶۰
اعمال وعبادات	۲۵	آدابِ خواب	۶۱
باب الصلوۃ	۲۷	آدابِ سلام	۶۱
کتاب الجنائز	۳۱	آدابِ استیذان	۶۲
کتاب الزکوۃ والصدقات	۳۱	آدابِ مصافحہ ومعانقہ وقیام	۶۲

مضمون	صفحہ
بیٹھنا، لیٹنا، چلنا	۶۲
آدابِ مجلس	۶۳
آدابِ متفرقہ	۶۴
حفظِ لسان	۶۶
حقوق وخدمت	۶۹
سلوک ومقامات	۷۳
پہلا باب- بیعت میں	۷۴
دوسرا باب- ریاضت ومجاہدہ میں	۷۶
دوسری قسم اخلاق ذمیمہ میں	۸۵
تیسرا باب- مسائل فرعیہ میں	۹۲
چوتھا باب- اصلاح اغلاط میں	۱۰۴
رفع اشتباہ	۱۱۶
پانچواں باب- موانع طریق میں	۱۱۷
چھٹا باب- وصایائے جامعہ میں	۱۲۰

تعلیم الدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ O ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ O وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ؕ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ O ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ O﴾[1]

امّا بعد! اِس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام نے صرف نماز و روزہ اور چند غیبی خبریں کہ قیامت میں کیا کیا ہوگا، بہشت میں حُوریں اور دوزخ میں سانپ بچھو ہیں، بتلائی ہیں اور انسان کے باقی ظاہری، باطنی حالاتِ متعلّقہ سے اس کو کچھ تعرض نہیں۔ اللہ و رسول کو جیسا چاہو سمجھو، جو چاہو معاملہ کرو، تجارت جس طرح چاہو کرو، لوگوں سے جس طرح چاہو برتاؤ رکھو، جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، نشست و برخاست، ملاقات و معاشرت کے طریقے جو چاہو اختیار کرو، اپنے نفس کو جن صفات سے چاہو مُتصف رکھو، غرض تم کو اور اُمور میں ہر طرح آزادی ہے۔ اور اگر پابندی کا خیال آیا تو اُصولِ تجارت میں غیر قوموں کی تقلید کرو، طرزِ معاشرت قدیم یا جدید فلاسفروں سے حاصل کرو، مقاماتِ نفس میں ''اَن پڑھ لوگوں کو جو خدائی کے دعوے میں بھی نہ رُکتے ہوں'' مدد لو۔ غرض اِس میں نہ اُلوہیت و رسالت کی تنظیم [درستی] ہے، نہ معاملات کے اصول کی تعلیم، نہ اخلاق و آداب کی تفہیم، نہ مقاماتِ نفس کی تکمیل و تثمیم [پورا کرنا]۔

---

[1] جمعہ: ۱-۴

اور اِس خیالِ باطل کے ایسے بُرے بُرے آثار مرتب ہوئے کہ خُدا کی پناہ!

ایک اثر ''مخالفین'' پر یہ ہوا کہ اسلام پر تعلیم کے ناکافی ہونے کا دھبّہ لگایا۔

ایک اثر ''نوتعلیم یافتہ جوانوں'' پر یہ ہوا کہ بوجہ ناحقیقت شناسی کے یہ شبہ ان کے دل میں جم گیا، اور اپنے کو بعض اُمور میں تہذیبِ جدید کا محتاج سمجھا اور زبان سے یا دل سے یا طرزِ عمل سے غیر طریقوں کو اپنے طریقے پر ترجیح دینے لگے اور بہت سے عقائدِ اسلام پر خود ہنسنے لگے۔

ایک اثر ''عوام'' پر یہ ہوا کہ نماز، روزہ میں تو علماء سے رجوع کرنے کو ضروری سمجھے اور معاملات و معاشرت میں اپنے کو خُود مختار جان لیا۔ اسی وجہ سے علماء سے کبھی اپنے مقدّمہ یا تجارت کے متعلق رائے نہیں لی جاتی، نہ توحید و رسالت کے مباحث و احکام کی تحقیق کی جاتی ہے، یہاں تک کہ بعض اعمال سے شرک فی الاُلوہیت [اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا] یا شرک فی النُّبُوّت [نبوت میں شریک ٹھہرانا] لازم آجاتا ہے، بالخصوص مستورات کو۔

ایک اثر ''اہلِ علم'' پر یہ ہوا کہ شب و روز اعمال و عبادات کے مسائل کے استِذْکار [یاددہانی] و استحضار میں شغل و اہتمام رہتا ہے، نہ معاملات کی تحقیق، نہ اخلاق و آداب کا لحاظ، نہ اصلاحِ نفس و قلب کی کوشش، حتیٰ کہ ترقیٔ علم کے ساتھ ہی عُجب و کبر و حرص و حُبِّ دنیا و غفلت کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔

ایک اثر ''درویشوں'' پر یہ ہوا کہ شریعت اور طریقت کو جُدا جُدا سمجھے اور حقیقت کو اصل مقصود اور شریعت کو انتظامی قانون اعتقاد کرلیا، علماء سے نُفور ہوگئے، واردات و احوال کو مُنتہیٰ معراج [بلندی کی انتہا] خیال کیا، خیالات کو مُکاشفات [امورِ غیبی کا انکشاف] اور مُکاشفات کو فوقَ الیقینیات یقین کیا، نہ اُس کو میزانِ شرع میں وزن کرنے کی ضرورت، نہ علماء سے پیش کرنے کی حاجت، غرض ہر طبقے کے لوگوں کو کم و بیش اِس خیالِ باطل کا اثر ضرور پہنچا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حالانکہ جس نے کتاب و سُنّت کو ذرا بھی طلب والتفات کی نگاہ سے دیکھا ہوگا وہ ان سب اُمور کی تعلیم کو کھلے کھلے الفاظ میں پاویگا اور شریعتِ مطہّرہ کو کافی وافی اور دوسری کتب و حکم

وقوانین وتعالیم سے مُستغنی کرنے والا دیکھے گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یوں نہ فرماتے: ﴿كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝﴾[1] ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾[2] **وَنَحْوَ ذٰلِكَ.**

آخر جس قرآن میں: ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾[3] مذکور ہے، اُسی قران میں: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ﴾[4]، ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾[5]، ﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[6]، ﴿لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[7]، ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا﴾[8]، ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً﴾[9]، ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾[10]، ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾[11]، ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾[12]، ﴿اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا﴾[13]، ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[14]، ﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾[15]، ﴿اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ﴾[16]، ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[17]، ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴾[18]، ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾[19]، ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾[20]، ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾[21]، ﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾[22]، ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾[23]، ﴿يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾[24] **وَغَيْرُهَا مِنْ اٰيَاتِ الْمُعَامَلَاتِ وَالْمُعَاشَرَاتِ وَالْمُقَامَاتِ** بھی تو مذکور ہیں۔

---

[1] بقرہ:۱۵۱ [2] مائدہ:۳ [3] بقرہ:۳ [4] نساء:۳ [5] بقرہ:۲۲۹
[6] بقرہ:۲۷۵ [7] نساء:۲۹ [8] نساء:۸۶ [9] نساء:۸۵ [10] لقمان:۱۴
[11] لقمان:۱۵ [12] بنی اسرائیل:۲۶ [13] فرقان:۶۷ [14] حجرات:۱۰ [15] حجرات:۱۱
[16] حجرات:۱۲ [17] حجرات:۱۲ [18] نحل:۲۳ [19] مائدہ:۵۴ [20] بقرہ:۱۵۳
[21] ابراہیم:۱۲ [22] مومنون:۲ [23] زمر:۲۳ [24] بنی اسرائیل:۱۰۹

اسی طرح کُتبِ حدیث کی فہرست اٹھا کر ملاحظہ کرنے سے جہاں کِتَابُ الْاِیْمَان، کِتَابُ الصَّلٰوۃ، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ نظر آوے گا اُس کے نیچے ہی کِتَابُ الْبُیُوْع، کِتَابُ النِّکَاحِ وَ الطَّلَاق، کِتَابُ الْاَدَاب، کِتَابُ الرِّقَاق بھی ملاحظہ [نظر] سے گزرے گا۔ پھر اِس خیال کی گنجائش کہاں ہے کہ اسلام نے صرف عقائد و اعمال سکھلائے ہیں اور معاملات و معاشرت و تصوف نہیں بتلایا؟ بلکہ مُنصِف [حقیقت جاننے والے] کو اسی مقام پر یقین آ گیا ہوگا کہ اسلام نے پانچوں چیزیں تعلیم کی ہیں اور ہم کو کسی کا محتاج نہیں چھوڑا بلکہ غیر قوموں میں بھی جو مُنصِف مزاج لوگ ہیں وہ اسلام سے مُقتَبِس [فائدہ والے] ہونے کے خود معترف ہیں۔ غرض جب دیکھا گیا کہ یہ خیال عالمگیر ہو رہا ہے اور ہر طبقے کے لوگوں کو اس سے مَضَرَّتیں پہنچتی ہیں، اسلامی ہمدردی نے تقاضا کیا کہ اِس غلطی کی اصلاح کی جاوے اور ایک رسالہ لکھا جاوے جس میں بقدرِ ضرورت اختصار کے ساتھ پانچوں مضامین کو کتاب وسُنّت سے مُستَنبَط کر کے جمع کیا جاوے۔

یوں تو اس رسالہ سے سب اہلِ اسلام کو نفع پہنچانا مقصود ہے مگر بالخصوص درویشی کی راہ چلنے والوں کی دل سوزی [ہمدردی] زیادہ مدِنظر ہے، اب ہر مسلمان کو عموماً اور درویش کو خصوصاً اس کا مطالعہ کرنا بلکہ تھوڑا تھوڑا وظیفہ مقرر کر لینا ضروری ہے، کیونکہ مقصود درویشی کا یہی ہے کہ محبوبِ حقیقی راضی ہو جاوے اور طریقہ حصولِ رضا کا اطاعت وامتثالِ اَمر ہے، پس جب محبوبِ حقیقی کا اَمر تمام حالات کے ساتھ متعلق ہے تو رضامندی اُسی وقت ممکن ہے جب ہر حالت میں اُس کا اَمر مانا جاوے۔ اسی لیے طالبِ حق کو ضروری ہے کہ اوّل اپنے عقائد موافقِ اہلِ سُنّت و جماعت کے درست کرے پھر اعمالِ مفترضہ نماز و روزہ وغیرہما کے احکام سیکھ کر اُن کا پابند ہو اور حرام و حلال کے مسائل سے واقف ہو، تاکہ اَکلِ حلال سے نُورانیتِ قلب پیدا ہو اور طرزِ معاشرت سے مطلع ہوتا کہ اہلِ حقوق کے حقوق تَلَف نہ ہو جاویں، کیونکہ اِتلافِ حقوق ظلم ہے اور ظالم پر لعنت ہوتی ہے، پھر لعنت و رحمت جمع کیسے ہوگی اور رضا بِدُون رحمت کے ہوتی نہیں، اِن سب مراحل کو طے کر کے اب اس راہِ باریک میں قدم رکھے ایسا شخص اِن شاء اللہ تعالیٰ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور اِن شاء اللہ تعالیٰ اپنے مقصودِ حقیقی تک پہنچے گا۔

اب خُدا کے نام پر مقصود کو شروع کرتے ہیں اور بنظر تعدادِ مضامین اِس کو پانچ حصوں پر منقسم کرتے ہیں:

(۱) عقائد و تصدیقات

(۲) اعمال و عبادات

(۳) معاملات و سیاسیات

(۴) آداب و معاشرت

(۵) سلوک و مقامات۔

یاالٰہی! اس نادان کی مدد فرما اور خطا و لغزش و ریا سے بچا۔ آمین! وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ.

(حکیم الامت حضرت مولانا) محمد اشرف علی تھانوی (قدس اللہ سرہٗ)

عقائد وتصدیقات

عقیدہ ۱: تمام عالَم پہلے ناپید تھا، پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔

عقیدہ ۲: اللہ ایک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اُس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا، کوئی اُس کے مقابل کا نہیں۔

عقیدہ ۳: وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

عقیدہ ۴: کوئی چیز اُس کے مانند نہیں اور وہ سب سے نرالا [جُدا] ہے۔

عقیدہ ۵: وہ زندہ ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے، کوئی چیز اُسکے علم سے پوشیدہ نہیں، وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے، کلام فرماتا ہے، وہی پُوجنے کے قابل ہے۔ اُسکا کوئی ساجھی [ساتھی] نہیں، اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، وہ سب عیبُوں سے پاک ہے، وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے، وہی عزت والا ہے، بڑائی والا ہے، پیدا کرنے والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے، بہت دینے والا ہے، زبردست ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کردے، جس کی روزی چاہے فراخ کردے، جس کو چاہے پست کردے، جس کو چاہے بلند کردے، جس کو چاہے عزت جس کو چاہے ذلّت دے، انصاف والا ہے، بُردباری اور برداشت والا ہے، خدمت کی قدردانی کرنے والا ہے، دُعا کا قبول کرنے والا ہے، سمائی والا ہے، اُس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ سب کا کام بنانے والا ہے، اُسی نے پہلے سب کو پیدا کیا، وہی قیامت میں دوبارہ پیدا کرے گا، وہی جِلاتا ہے، وہی مارتا ہے، اُس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں اور اُس کی ذات کی باریکی کوئی نہیں جانتا، گناہ گاروں کی توبہ قبول کرتا ہے، جو سزا کے قابل ہیں اُن کو سزا دیتا ہے، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے، اسی طرح تمام صفتیں کمال کی اُس کو حاصل ہیں۔

عقیدہ ۶: مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن وحدیث میں بعضے جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے یا تو اُس کے معنی اللہ کے سپرد کریں کہ وہ اُسکی حقیقت جانتا ہے، اور ہم بے کھود کُرید کیے ہوئے ایمان اور یقین کرتے ہیں اور یہی بات بہتر ہے۔ اور یا کچھ مناسب معنی اس کے لگائے جاویں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔

عقیدہ ۷: عالَم میں جو کچھ بھلا، بُرا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اُس کے ہونے کے آگے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اُس کو پیدا کرتا ہے، تقدیر اِسی کا نام ہے۔ اور بُری باتوں کے پیدا کرنے میں بہت بَعید ہیں اُن کو ہر کوئی نہیں جانتا۔

عقیدہ ۸: بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کا کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں، مگر بندوں کو ایسے کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔

عقیدہ ۹: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کسی کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہوسکے۔

عقیدہ ۱۰: کوئی چیز خُدا کے ذمّہ ضروری نہیں، وہ جو کچھ مہربانی کرے اسکا فضل ہے۔

عقیدہ ۱۱: بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں، گنتی اُن کی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اُن کی سچّائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کرسکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب سے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ بعضے بہت مشہور ہیں: حضرت نوح، ابراہیم، اسحٰق، اسمٰعیل، یعقوب، یوسف، داؤد، سلیمان، ایوب، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیسع، یونس، لوط، ادریس، ذوالکفل، صالح، ہود، شعیب، الیاس علیہم السلام۔

عقیدہ ۱۲: پیغمبروں میں بعضوں کا رُتبہ بعضوں سے بڑا ہے، سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور

جنّ ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ ۱۳: ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکّہ سے بیت المقدّس میں اور وہاں سے ساتویں آسمان پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر مکّہ میں پہنچا دیا، اِس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۴: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نُور سے پیدا کر کے اُن کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے اُن کو فرشتے کہتے ہیں، اُن کا مرد یا عورت ہونا کچھ نہیں بتلایا گیا، بہت سے کام اُن کے سپرد ہیں، وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ اُن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں: حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔

عقیدہ ۱۵: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کر کے اُن کو ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے اُن کو جنّ کہتے ہیں، اُن میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں، اُن کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان سب میں زیادہ مشہور، شریر ابلیس ہے۔

عقیدہ ۱۶: مسلمان جب خُوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبّت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح کی خُوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اِس شخص سے کبھی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں، ایسی باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۷: ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ ۱۸: خُدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و حواس درست ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے، نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی، جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لیے درست نہیں ہو جاتیں۔

عقیدہ ۱۹: جو شخص شرع کے خلاف ہو وہ خُدا کا دوست نہیں ہوسکتا، اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اَچنبھے [حیرانی] کی بات دکھلائی دے، یا وہ جادو ہے، یا وہ نفسانی اور شیطانی دھندا ہے، اس

سے اعتقاد درست نہیں۔

عقیدہ ۲۰: ولی لوگوں کو بعضے باتیں بَھید کی سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں، اِس کو کشف والہام کہتے ہیں، اگر شرع کے موافق ہے، قبول ہے اور اگر خلاف ہے، تو ردّ ہے۔

عقیدہ ۲۱: اللہ اور رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں بندوں کو بتلادیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی ہی بات کو ''بدعت'' کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے، البتہ بعض باریک باتیں دین کی جو ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتیں، پکّے پکّے اگلے عالِموں نے اپنے علم کے زور سے قرآن وحدیث سے سمجھ کر دوسروں کو بھی بتلادیں، ایسے لوگ ''مجتہد'' کہلاتے ہیں۔ مجتہد بہت ہوئے، چار اُن میں بہت مشہور ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم جس کو جس مجتہد سے زیادہ اعتقاد ہو اُس کی پیروی کرلی۔ ہندوستان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے زیادہ ہیں وہ حنفی کہلاتے ہیں۔

اسی طرح نفس کے سنوارنے کے طریقے قرآن وحدیث کے موافق ولی لوگوں نے اپنے دل کی روشنی سے سمجھ کر بتلائے، ایسے لوگ ''شیخ'' کہلاتے ہیں، مگر اُن میں چار زیادہ مشہور ہیں: خواجہ معین الدین چشتی، حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم۔ جس مجتہد اور شیخ سے اعتقاد ہوا اُس کی پیروی کر کے دوسروں کو بُرا سمجھنا درست نہیں، اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اُسی وقت تک ہے جب تک اُن کی بات خُدا اور رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو، اگر اُن سے کوئی غلطی ہوگئی ہو اُس میں پیروی نہیں۔

عقیدہ ۲۲: اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں: توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زَبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو۔ قرآن مجید آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی، قیامت تک قرآن کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں

کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا، مگر قرآن کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ ۲۳: ہمارے پیغمبر صاحب ﷺ کو جس جس مسلمان نے دیکھا اُسکو صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ اُن سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے، اگر کوئی لڑائی جھگڑا اُن کا سننے میں آوے اُس کو بھول چوک سمجھے، اُن کی بُرائی نہ کرے۔ اُن سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یہ پیغمبر صاحب ﷺ کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا، اِس لیے خلیفہ اول کہلاتے ہیں، تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ اُن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ ۲۴: پیغمبر صاحب ﷺ کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں، اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

عقیدہ ۲۵: ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچّا سمجھے اور اُن کو مان لے، اللہ و رسول کی کسی بات میں بھی شک کرنا، یا اُس کو جھٹلانا، یا اُس میں عیب نکالنا، یا اُس کے ساتھ مذاق اڑانا، اِن سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ ۲۶: قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب نہ ماننا اور ایچ پیچ [مکر و فریب] کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا، بددینی کی بات ہے۔

عقیدہ ۲۷: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ ۲۸: گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک اُس کو بُرا سمجھے اُس سے ایمان نہیں جاتا، البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ ۲۹: اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا، یا نا اُمید ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ ۳۰: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اُس کا یقین کرنا کفر ہے، البتہ نبیوں علیہم السلام کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے کوئی بات معلوم ہوسکتی ہے۔

عقیدہ ۳۱: کسی کا نام لے کر کافر کہنا، یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے، ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، یا اُن کے کفر کی خبر دی ہے اُن کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔

عقیدہ ۳۲: جب آدمی مرجاتا ہے اگر گاڑا جاوے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جاوے تو جس حال میں ہو، اُس کے پاس دو فرشتے جن میں ایک کو مُنکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آکر پوچھتے ہیں: تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے، پھر اُس کے لیے سب طرح کا چین ہے۔ اور نہیں تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں، پھر اُس پر بڑی سختی ہوتی ہے۔ اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اِس امتحان سے معاف کر دیتا ہے، مگر یہ باتیں مردے کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور لوگ نہیں دیکھتے، جیسا سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اُس کے پاس بیٹھا ہوا بے خبر ہے۔

عقیدہ ۳۳: اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں، امام مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے اور خُوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچا دے گا، اُس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اُس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج و ماجوج بڑے زبردست آدمی ہیں، وہ تمام زمین میں پھیل پڑیں گے، پھر وہ خُدا کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طور کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا، قرآن مجید اٹھ جاوے گا اور چند روز میں تمام مسلمان مرجاویں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جاوے گی اور بہت باتیں ہوں گی۔

عقیدہ ۳۴: جب ساری نشانیاں پوری ہو جاویں گی اب قیامت کا سامان شروع ہوگا: حضرت اسرافیل علیہ السلام خُدا کے حکم سے صور پھونکیں گے، یہ صور ایک بہت بڑی چیز، سینگ کی شکل ہے، اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے، تمام مخلوقات مر جاویں گی اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہو جاویں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے، مدت اِسی کیفیت پر گزر جائے گی۔

عقیدہ ۳۵: پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالَم دوبارہ پیدا ہو جائے دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا اس سے پھر سارا عالَم موجود ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاویں گے، آخر ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے۔ سب بھلے بُرے عمل تولے جاویں گے، اُن کا حساب ہوگا مگر بعضے بِدُون حساب جنّت میں جائیں گے، نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلاویں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جاویں گے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ ۳۶: دوزخ پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں سانپ، بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بُھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے خواہ کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں، اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کو موت بھی نہ آئے گی۔

عقیدہ ۳۷: بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اُس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

عقیدہ ۳۸: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے، یا بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کردے اور بالکل اُس پر سزا نہ دے۔

عقیدہ ۳۹: جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُن کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے اُن کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے، البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت سے اُمید کرنا ضروری ہے۔

عقیدہ ۴۰: بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا، اُس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

عقیدہ ۴۱: دنیا میں جاگتی ہوئی اِن آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقیدہ ۴۲: عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو، مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اُسی کے موافق جزا وسزا ہوتی ہے۔

اقسامِ شرک

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا O اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا O اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّآ اِنَاثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا O لَعَنَهُ اللّٰهُ ؘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا O وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا O یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا O﴾[1]

ان آیتوں سے بدعت اور شرک اور رسومِ جہل واطاعت وموافقتِ شیطان کی بُرائی صاف صاف معلوم ہوئی۔ چونکہ اِن اُمور کے ارتکاب سے توحید ورسالت کے عقیدہ میں خلل اور ایمان میں ظلمت وکدورت آجاتی ہے اسلیے بعد ذکر عقائدِ اسلام کے مناسب ہوا کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو بکثرت رائج ہیں بیان کیے جاویں تاکہ لوگ آگاہ ہوکر اُن سے بچیں۔ اُن میں بعضے باتیں بالکل کفروشرک ہیں، بعضے قریبِ کفرو شرک کے، بعضے بدعت وضلالت، بعضے مکروہ ومعصیت، غرض سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب اِن چیزوں کا بیان ہوچکے گا جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اُس کے بعد ایمان کے شعبوں کا اجمالاً ذکر ہوگا، کیونکہ ان سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے، پھر گناہوں سے دنیا کا نقصان اور طاعات سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے اس کا اجمالاً ذکر کریں گے کہ دنیا کے نفع ونقصان

[1] نساء: ۱۱۵-۱۲۰

کا لوگ زیادہ لحاظ کرتے ہیں شاید اِسی خیال سے کچھ عمل کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔ چونکہ سب دلائل لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہ تھی، اس لیے شہرت پر قلم انداز [لکھنے میں کچھ چھوڑ جانا] ہوئے۔

اشراک فی العلم:

کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد کرنا کہ ہمارے سب حال کی اُس کو ہر وقت خبر ہے، نجومی، پنڈت سے غیب کی خبریں دریافت کرنا، یا کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اُس کو یقینی سمجھنا، یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُس کو خبر ہوگئی، کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔

اشراک فی التّصَرُّف:

کسی کو نفع، نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی، اولاد مانگنا۔

اشراک فی العِبادَۃ:

کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا، چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، خُدا کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے قول یا رسم کو ترجیح دینا، کسی کے رُوبہ رُو جھکنا یا نقش دیوار کی طرح کھڑے رہنا، چھڑیں نکالنا، تعزیہ، علَم وغیرہ رکھنا، توپ پر بکرا چڑھانا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، کسی کی دہائی دینا، کسی جگہ کا کعبے کا سا ادب وعظمت کرنا۔

اشراک فی العادَۃ:

کسی کے نام پر بچے کے کان، ناک چھیدنا، بالی پہنانا، کسی کے نام کا پیسہ بازو پر باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا، سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدّھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش اور حسین بخش وغیرہ نام رکھنا، کسی چیز کو اَچھوتی سمجھنا، کسی جانور پر کسی کا نام لگا کر اُن کا ادب کرنا، محرّم کے مہینے میں پان نہ کھانا، لال کپڑا نہ پہننا، بی بی کی صحنک[1] مردوں کو نہ کھانے دینا، عالَم [دنیا]

---

[1] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نیاز یا فاتحہ کا کھانا۔

کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا، اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا، نجومی، رمّال [علم رمل کا ماہر] یا جس پر جنّ چڑھا ہو اُس سے کچھ باتیں پوشیدہ پوچھنا، شگون لینا، کسی مہینے کو منحوس سمجھنا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفے کے جپنا، یوں کہنا کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا یا یہ کہیں کہ اوپر خُدا نیچے تم، کسی کے نام کی قسم کھانا، کسی کو شہنشاہ یا خُداوند خُدایگان کہنا، تصویر رکھنا، خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لیے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعاتُ القُبُور:

قبروں پر دُھوم دَھام سے میلہ کرنا، کثرت سے چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا، قبر کو بوسہ دینا یا طواف و سجدہ کرنا، دین و دنیا کے کاروبار حرج کر کے درگاہوں کی زیارت کے لیے سفر و اہتمام کرنا، وہاں گانا بجانا، اونچی اونچی قبریں بنانا، اُن کو منقش بنانا، اُن پر پھول ہار ڈالنا، اُس کی طرف نماز پڑھنا، اُس پر عمارت بنانا، پتھر وغیرہ وہاں لکھ کر لگانا، چادر، شامیانہ، نقارہ، کھانا، مٹھائی وغیرہ چڑھانا، عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعاتُ الرُّسُوم:

تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا، باوجود ضرورت کے عورت کے نکاحِ ثانی کو معیوب سمجھنا، نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت بھی نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں بجا لانا، خصوصاً ناچ، رنگ وغیرہ کرنا، ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا، مرد کا مسی [سیاہی، روشنائی]، مہندی، سرخ کپڑے یا کثرت سے انگوٹھیاں چھلے پہننا، اسلام کی جگہ بندگی، کورنش وغیرہ کہنا، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کے رُو بہ رُو بے محابا عورت کا آنا، گگرا در یا سے گاتے بجاتے لانا، راگ باجا سننا، بالخصوص اس کو عبادت سمجھنا، نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو اُس پر طعن کرنا، پیسے کو ذلیل سمجھنا، سلام کو بے ادبی سمجھنا، یا خط میں بعد ادائے آداب ''عبودیت'' لکھنا، کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا، شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں، ہندوؤں کی رسمیں کرنا، دولہا کو خلافِ شرع

پوشاک پہننا اور آتش بازی، ٹی ٹاں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، بہت سی روشن مشعلیں لے جانا، دولہا کا گھر کے اندر عورتوں کے درمیان جانا، چوتھی کھیلنا، مہر زیادہ مقرر کرنا، کنگنا، سہرا باندھنا، غمی میں چلّا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کر کر رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، برس روز تک یا کم وبیش اُس گھر میں اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب نہ ہونا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا، حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا، سادی وضع کو معیوب جاننا، مکان میں تصویریں لگانا، مرد کو لباس ریشمی استعمال کرنا، خاصدان، عطر دان وغیرہ چاندی، سونے کے استعمال کرنا، عورت کو بہت باریک کپڑا پہننا، بجتا زیور پہننا، کفار کی وضع اختیار کرنا، میلوں میں جانا، دھوتی لہنگا پہننا، لڑکوں کو زیور پہنانا، داڑھی منڈانا یا کٹانا یا چڑھانا، شیطان کی کھڈی یا چندیا کھلوانا، مونچھ بڑھانا، ٹخنوں کے نیچے پائجامہ پہننا، مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنا، کسی چیز کو منحوس سمجھنا، خدائی رات کرنا، بدن گودنا، سفید بال نوچنا، شہوت سے گلے لگنا یا ہاتھ ملانا، کسم زعفران کا کپڑا مرد کو پہننا، شطرنج، گنجفہ[1] وغیرہ کھیلنا، خلاف شرع جھاڑ پھونک کرنا۔ اور اِس قسم کی بہت سی باتیں ہیں بطور نمونہ کے چند اُمور کا بیان کر دیا ہے، اوروں کا اِسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

بعض کبائر:

شرک خُدا سے کرنا، خون ناحق کرنا، ماں باپ کو ایذا دینا، عورت سے زنا کرنا، یتیموں کا مال کھانا، کسی عورت کو جھوٹی تہمت زنا کی لگانا، دو چند کافروں کی جنگ سے بھاگنا، شراب پینا، ظلم کرنا، کسی کو پیچھے بدی سے یاد کرنا، کسی کے حق میں گمانِ بد کرنا، اپنے تئیں غیروں سے اچھا جاننا، خُدا سے خوف نہ کرنا، خُدا کی رحمت سے نا اُمید ہونا، کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا، ہمسائے کی بہو بیٹی پر نظر بد کرنا، کسی کی امانت میں خیانت کرنا، خُدا کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ وزکوٰۃ وحج ترک کرنا، قرآن شریف پڑھ کر بھلانا، سچّی گواہی چھپانا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹ بولنا، خصوصاً جھوٹی قسم کھانا جس سے کسی کی جان یا مال یا حرمت جاتی رہے، خُدا کے سوا اور کسی

---

[1] ایک کھیل جس میں ۹۶ گول پتے اور تین کھلاڑی ہوتے ہیں۔

کے نام کی قسم کھانا، سوائے خُدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا، جمعہ کی نماز ترک کرنا، ہمیشہ نماز ترک کرنا، مسلمانوں کو کافر کہنا، کسی کا گلہ سننا، چوری کرنا، ظالموں کی خوشامد کرنا، بیاج یا رشوت لینا، جھوٹے مقدّمے فیصل کرنا، سود الیتے دیتے کم تولنا، مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا، لڑکوں سے برا کام کرنا، حیض کی حالت میں بی بی سے صحبت کرنا، اناج کی گرانی سے خوش ہونا، کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا، جانوروں سے جماع کرنا، جوا کھیلنا، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، نجومی کی باتوں کو سچّا ماننا، اپنی عبادت یا تقویٰ کا دعویٰ کرنا، مُردے پر پیٹنا، پکار کر رونا، کھانے کو بُرا کہنا، ناچ دیکھنا، لوگوں کے دکھانے کو عبادت کرنا، نفس کے خوش کرنے کو راگ باجا سنانا، کسی کے گھر میں بے اجازت چلے جانا، قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا، کسی سے مسخرگی [مسخرہ پن] کر کے بے حرمت کرنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا وغیرہ۔

شُعبِ ایمانیہ:

خُدا پر ایمان لانا، اُس کے "غیر" کو حادث جاننا، اُس کے ملائکہ پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، اور تقدیر پر، اور قیامت پر ایمان لانا، حق تعالیٰ سے محبّت رکھنا، اوروں سے محبّت یا بُغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا، بِلا دخلِ نفسانیت کے رسول اللہ ﷺ سے محبّت رکھنا، آپ کی تعظیم کا معتقد رہنا اور دُرود پڑھنا اسی تعظیم میں داخل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سُنّت کی پیروی کرنا، اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا، اور ترکِ ریا ونفاق اخلاص ہی میں داخل ہے۔ خُدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احساناتِ ربانی کا شکر ادا کرنا، اور عہد کا پورا کرنا اور ترکِ شہوت اور ہُجومِ مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی [غریبی] اختیار کرنا، حیا کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحّم خرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا، اور غضب ترک کرنا درحقیقت تواضع میں داخل ہے۔ اور توحید ربانی کا ناطق رہنا یعنی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا، کمتر رتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے۔ اور علمِ دین حاصل کرنا

اور غیر کو علم سکھانا اور دُعا کرنا اور ذاکر رہنا اور ''استغفار'' ذکر ہی میں داخل ہے۔ اور لغو سے دور رہنا اور حسّی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے،

اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض نماز پڑھنا اور اسی طرح فرض زکوٰۃ، نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی، غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ''ضیافت'' کرنا سخاوت ہی میں داخل ہے۔ اور فرض و نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شبِ قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدّین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اِسی میں ''ہجرت'' بھی داخل ہے۔ اور نذرُ اللہ کو پورا کرنا، اور قسم کو قائم رکھنا، اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا، نکاح کر کے پارسائی حاصل کرنا اور عیال کے حقوق کو ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور ناطہ داروں کا حق ادا کرنا اور لونڈی، غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنا اور مالکوں کو لونڈی و غلام پر مہربانی اور شفقت کرنا، اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا، اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا، اور مسلمان حاکموں کی اطاعت کرنا اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا، اور خوارج اور باغیوں سے ''قتال'' کرنا، ''اصلاح بین النّاس'' [لوگوں میں صلح کروانے] میں داخل ہے۔ اور اَمرِ نیک پر مدد کرنا، اور ''اَمرٌ بالمعرُوف ونہی عن المنکَر'' اسی میں داخل ہے۔ اور حدود کو جاری رکھنا اور بشرط پائے جانے شرط کے اشاعت دین کرنا اور مَرابطہ یعنی ''سرحد دارالاسلام'' کی محافظت کرنا اسی میں داخل ہے۔ اور امانت کا ادا کرنا اور ''خُمس'' [پانچویں حصّہ] کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے۔ اور قرض کسی حاجت مند کو دینا، اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا اور اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا حسن معاملہ میں داخل ہے۔ مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صَرف کرنا اپنے موقع پر اور ترکِ تبذیر و اسراف یعنی خلافِ شرع بے ہودہ طور پر مال کو برباد نہ کرنا اِنفاق فِی الحق [نیک کاموں میں خرچ کرنے] میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعا خیر دینا اور لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا اور لہو ولعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا۔

معاصی کے بعضے دُنیوی نقصانات:

علم سے محروم رہنا، رزق کم ہو جانا، خدا تعالیٰ سے وحشت ہونا، آدمیوں سے وحشت ہونا خصوصاً نیک آدمیوں سے، اکثر کاموں میں دشواری پیش آنا، قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہونا، دل اور بعض اوقات جسم میں کمزوری ہونا، طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹنا، معاصی کا سلسلہ چلنا، ارادۂ توبہ کا کمزور ہو جانا، چند روز میں معصیت کی بُرائی دل سے نکل جانا، دشمنانِ خُدا کا وارث بننا افعالِ شنیعہ میں، خدائے تعالیٰ کے نزدیک خوار ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا ضرر پہنچنا اور اس وجہ سے انکا اس پر لعنت کرنا، عقل میں فتور ہو جانا، حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جانا، پیداوار وغیرہ میں کمی ہونا، حیا وعزت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی عظمت اُس کے دل سے نکل جانا، نعمتوں کا سلب ہونا، بلاؤں کا ہجوم ہونا، مدح وشرف کے القاب سلب ہو کر بجائے اُس کے مذمّت اور ذلّت کے خطاب ملنا، شیاطین کا مسلّط ہونا، قلب کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدائے تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اِس وجہ سے بے توبہ مرنا۔

طاعات کے بعضے دُنیوی منافع:

رزق بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا، تکلیف و پریشانی دور ہونا، مقاصد میں آسانی ہونا، زندگی بالطف ہونا، بارش ہونا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا حامی اور مددگار رہونا، فرشتوں کو حکم ہونا کہ ان کے قلوب کو قوی رکھو، سچّی عزت ملنا، مراتب بلند ہونا، دلوں میں محبّت پیدا ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مالی نقصان کا نِعْمُ البَدَل ملنا، روز بروز نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، قلب میں راحت واطمینان پیدا ہونا، آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، حاجات میں مدد ملنا، تردُّدات [شکوک] کا رفع ہو جانا، حکومت باقی رہنا، اللہ تعالیٰ کا غصّہ فرو [ختم] ہو جانا، عمر بڑھنا، افلاس وفاقہ سے بچنا، تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔

اعمال وعبادات

عمل ۱: وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو نا گوار ہو۔

عمل ۲: ہر وقت وضو سے رہنے کی کوشش کرو۔

عمل ۳: تازہ وضو بہتر ہے اگر چہ پہلے سے وضو ہو۔

عمل ۴: مذی سے غسل واجب نہیں، پیشاب گاہ دھو کر وضو کرنا چاہیے۔

عمل ۵: وہم وشک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک یقیناً کوئی اَمر وضو توڑنے والا واقع نہ ہو۔

عمل ۶: اُونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا یا نماز کی ہیئت پر سو رہنے سے۔

عمل ۷: پیشاب پائخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پُشت مت کرو، داہنے ہاتھ سے استنجا مت کرو، تین کلوخ [پتھروں] سے بِلاضرورت کم مت لو، پلیدی اور ہڈی اور کوئلہ سے استنجا مت کرو۔

عمل ۸: پیشاب سے احتیاط نہ کرنے سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔

عمل ۹: سڑک پر یا سایہ میں پائخانہ مت کرو۔

عمل ۱۰: پائخانہ میں جاتے وقت انگوٹھی جس میں اللہ، رسول کا نام لکھا ہو باہر اتار دو۔

عمل ۱۱: میدان میں ایسی جگہ پائخانہ کو بیٹھو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو، اور دامن اس وقت اٹھاؤ جب زمین سے قریب ہو جاؤ۔

عمل ۱۲: پیشاب ایسی جگہ کرو جہاں سے چھینٹ نہ اڑے، اور کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی مُوذی چیز نکل کر تم کو ایذا پہنچا دے۔

عمل ۱۳: پائخانہ کرتے وقت پشت پر کوئی آڑ ہونا چاہیے، اگر اور کچھ نہ ہو تو ریت کا ڈھیر ہی لگا لے۔

عمل ۱۴: غسل خانہ میں پیشاب مت کرو، اور پائخانہ تو اور بھی بے ہودہ بات ہے۔

عمل ۱۵: پائخانہ کرتے وقت باتیں مت کرو۔

عمل ۱۶: جب پائخانہ میں جانے لگو یہ پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ [1] اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ [2]

جب نکل آؤ یہ پڑھو: غُفْرَانَكَ [3] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ [4]

عمل ۱۷: کلوخ (پتھر سے استنجا کرنے) کے بعد پانی سے بھی استنجا کرو۔

عمل ۱۸: پیشاب کھڑے ہو کر مت کرو۔

عمل ۱۹: حتی الامکان ہر نماز کے وقت مسواک کرو۔

عمل ۲۰: جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھولو، پانی کے اندر نہ ڈالو۔

عمل ۲۱: وضو میں ایڑی پر پانی پہنچانے کے لیے زیادہ اہتمام کرو۔

عمل ۲۲: وضو میں ہاتھ، پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور داڑھی میں بھی خلال کرو۔

عمل ۲۳: وضو میں اِس طرح کے وہم مت کرو کہ خُدا جانے پانی ناپاک تو نہیں! فلاں عُضو پر پانی پہنچا یا نہیں! تین دفعہ دھو چکا ہوں یا نہیں!

عمل ۲۴: وضو میں پانی مت ضائع کرو۔

عمل ۲۵: اگر انگوٹھی پہنے ہو اس کو ہلا لیا کرو۔

عمل ۲۶: غسل اِس طرح کرو: پہلے دونوں ہاتھ پاک کرلو، پھر جو نجاست بدن پر لگی ہو اُس کو دور کرو، پھر وضو کرو، پھر تین بار سر دھوؤ، پھر تمام بدن پر پانی ڈالو۔

عمل ۲۷: غسل کے بعد پھر وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

---

[1] ابوداؤد، رقم: ۶ [2] بخاری، رقم: ۱۴۲ [3] ترمذی، رقم: ۷ [4] ابن ماجہ، رقم: ۳۰۱

عمل ۲۸: حالت جنابت میں اگر سونا یا کھانا چاہے، یا بی بی کے پاس دوبارہ جانا چاہے تو بہتر ہے کہ استنجا اور وضو کر لے، لیکن اگر وضو نہ کیا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔

عمل ۲۹: جو پانی نہ بہتا ہو گو کتنا ہی زیادہ ہو بلاضرورت اس میں پیشاب نہ کرو۔

عمل ۳۰: جو پانی دُھوپ سے گرم ہو گیا ہو اُس کے استعمال سے اندیشہ برص کی بیماری کا ہے۔

عمل ۳۱: جمعہ کے روز غسل کرنا سُنّت ہے اور مُردے کو نہلا کر غسل کر لینا بہتر ہے۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ

عمل ۳۲: نماز اچھے وقت پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، خشوع وخضوع جس قدر ہو سکے بجالاؤ۔

عمل ۳۳: جب بچہ سات برس کا ہو جاوے اُس کو نماز کی تاکید کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھاؤ۔

عمل ۳۴: نماز خُوب پابندی سے پڑھو۔

عمل ۳۵: عشا سے پہلے سوؤ مت اور عشا کے بعد باتیں مت کرو، جلدی سے سو رہو تا کہ تہجّد یا صبح کی نماز خراب نہ ہو۔

عمل ۳۶: عصر کا وقت بہت نازک ہوتا ہے اُس کو تنگ مت کرو۔ سویرے نماز پڑھ لیا کرو۔

عمل ۳۷: اگر اتفاق سے سو گیا یا بھول گیا اور نماز قضا ہو گئی تو جس وقت آنکھ کھلے یا یاد آوے فوراً قضا پڑھ لے، اسکو دوسرے وقت پر نہ ٹالے، البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو اُسکو گزر جانے دے۔

عمل ۳۸: اذان کے بعد لوگوں کو مت بلاؤ، اذان بلانے ہی کے واسطے ہے، البتہ سوتے ہوئے کو جگا دینا مضائقہ نہیں۔

عمل ۳۹: بہتر یہ ہے کہ جو شخص اذان کہے اُسی کو تکبیر کہنے دیں، اُس کو ناراض کر کے دوسرا شخص تکبیر نہ کہنے لگے۔

عمل ۴۰: سات برس تک اذان کہنے پر رہائی دوزخ کا وعدہ آیا ہے۔

عمل ۴۱: نماز کے لیے دوڑ کر مت چلو، سانس پھولنے سے سکونِ قلب نہ رہے گا۔

عمل ۴۲: اذان اور تکبیر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

عمل ۴۳: جتنی دور سے مسجد میں نماز پڑھنے آؤ گے اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

عمل ۴۴: جب مسجد میں جانے لگو داہنا پاؤں پہلے اندر ڈالو اور یہ پڑھو: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ [۱] اور جب نکلنے لگو بایاں پاؤں پہلے نکالو اور یہ پڑھو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ [۲]

عمل ۴۵: مسجد میں جا کر بہتر ہے کہ دو رکعت ''تَحِیَّۃُ المسجد'' پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

عمل ۴۶: مسجد میں شور وغُل مت کرو، کوئی بدبُودار چیز مثل حقہ، تمباکو، لہسن، پیاز خام [کچا پیاز]، مولی کھا پی کر مت جاؤ، وہاں تھوکنے کی احتیاط رکھو، وہاں ریح مت نکالو، فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے، کوئی چیز وہاں بیچو نہیں، خرید و نہیں، اِس میں خرافات اشعار مت پڑھو، کسی کو مار پیٹ کی سزا مت دو شاید پیشاب وغیرہ خطا ہو جائے، دنیا کی باتیں مت کرو۔

عمل ۴۷: ایسے کپڑے سے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اُس کے نقش و نگار سے دل بارہ باٹ [منتشر] ہو جاوے۔

عمل ۴۸: نمازی کے رُو بہ رُو کوئی آڑ ہونا ضروری ہے، اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی یا کوئی اونچی چیز رکھ لے اور اُس چیز کو داہنے یا بائیں آبرو کے مقابل رکھے تا کہ مشابہت بت پرستوں کے ساتھ نہ ہو جائے۔

عمل ۴۹: اگر امام بنو بہت ہلکی نماز پڑھاؤ کیوں کہ مقتدی ہر قسم کے ہیں، کسی کو تکلیف نہ ہو جس کی وجہ سے جماعت سے نفرت ہو جاوے۔

---

[۱] ابن ماجہ، رقم: ۷۷۳ [۲] ابوداؤد، رقم: ۴۶۵

عمل ۵۰: نماز میں رکوع وسجدہ اور تمام ارکان اطمینان سے ادا کرو۔

عمل ۵۱: نماز میں دامن سمیٹنا یا بال سنوارنا بُری بات ہے۔

عمل ۵۲: نماز میں ہاتھ کے سہارے سے مت اٹھو۔

عمل ۵۳: فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنن ونوافل پڑھے۔

عمل ۵۴: عملِ نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو، اُوپر نگاہ مٹ اٹھاؤ، حتی الوسع جمائی کو روکو، بار بار کنکریاں مٹی برابر مت کرو، پھونک مت مارو، نماز کے واسطے جاتے ہوئے بھی کوئی حرکت خلافِ نماز مت کرو، نگاہ سجدہ کی جگہ رکھو۔

عمل ۵۵: جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، جماعت چھوڑنے پر بڑی وعید آئی ہے، البتہ کوئی قوی عُذر ہو تو جماعت معاف ہو جاتی ہے۔

عمل ۵۶: جب بھوک کا بہت غلبہ ہو یا پیشاب پائخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے فراغت کر لو، پھر نماز پڑھو۔

عمل ۵۷: اگر امام بنو تو دُعا میں سب مقتدیوں کو شریک کر لو یعنی سب کے لیے دعا کرو۔

عمل ۵۸: جب مسجد میں اذان ہو جاوے وہاں سے ہرگز مت جاؤ، البتہ اگر کسی مختصر ضرورت سے جا کر معاً پھر لوٹ آؤ مضائقہ نہیں۔

عمل ۵۹: صف کو خُوب سیدھی کرو اور خُوب مل کر کھڑے ہو اور پہلے اوّل صف پوری کر لو پھر دوسری پھر تیسری، اور امام کے دونوں طرف برابر مقتدی ہونا چاہیے۔

عمل ۶۰: اگر اکثر مقتدی کسی وجہ معقول سے امام سے ناخوش ہوں، اُس کو امامت کرنا نہ چاہیے۔

عمل ۶۱: امامت میں بہانہ مت کرو کہ ہر شخص دوسرے پر ٹالے اور اپنی جان بچاوے، یہ علاماتِ قیامت سے ہے۔

عمل ۶۲: اگر امام بنو مقتدیوں سے اونچی جگہ مت کھڑے ہو۔

عمل ۶۳: امام سے پہلے رکوع سجدہ یا اور کوئی فعل مت کرو۔

عمل ۶۴: اگر جماعت میں ایسے وقت آؤ کہ امام مثلاً سجدہ یا قعدہ میں ہو تو اس کے کھڑے ہونے کا انتظار مت کرو فوراً شریک ہو جاؤ۔

عمل ۶۵: تہجّد پڑھنے کی کوشش کرو اُس کی بڑی فضیلت ہے۔

عمل ۶۶: نوافل وظائف کی اتنی کثرت مت کرو جس کا نباہ نہ ہو سکے۔

عمل ۶۷: جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاؤ یا نیند زور کی آنے لگے تو ذرا آرام لے لو پھر نماز میں مشغول ہو۔

عمل ۶۸: جب بستر پر سونے کے لیے لیٹو تو وضو کر لو اور اللہ اللہ کرتے سو جاؤ۔

عمل ۶۹: گھر میں بھی کچھ نفلیں پڑھنے کا معمول رکھو۔

عمل ۷۰: جمعہ کے روز درود شریف کی کثرت کرو۔

عمل ۷۱: جمعہ میں نہا دھو کر، کپڑے بدل کر، خوشبو لگا کر، سویرے جاؤ اور لوگوں کی گردن پر سے مت پھاندو، کسی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ مت بیٹھو، زبردستی دو آدمیوں کے بیچ میں گھس کر مت بیٹھو، خطبے میں باتیں مت کرو، ایسی طرح مت بیٹھو کہ نیند آوے، اگر نیند غالب ہو جگہ بدل ڈالو۔

عمل ۷۲: جب سورج یا چاند کو گہن لگے اُس وقت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، خیرات کرو، استغفار کرو، اگر غلام پاس ہو اُس کو آزاد کرو۔

عمل ۷۳: عیدگاہ میں ایک راستے سے جاؤ دوسرے سے آؤ۔

عمل ۷۴: جس شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو مستحب ہے کہ بقرعید کا چاند دیکھ کر خط و ناخن نہ بنواوے جب تک قربانی نہ کر لے۔

عمل ۷۵: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو تو اچھا ہے اِس سے محبّت بڑھتی ہے۔

عمل ۷۶: تازہ بارش میں برکت ہوتی ہے، اس کو اپنے بدن پر مَل لینا بہتر ہے۔

عمل ۷۷: استسقا [طلبِ بارش کی نماز] کیلئے اگر نکلیں میلے کچیلے کپڑے ہوں، عاجزی زاری کرتے ہوئے جاویں۔

کِتَابُ الْجَنَائِز

عمل ۷۸: جب آدمی مرنے لگے اُس کے پاس بیٹھ کر بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتے رہو۔

عمل ۷۹: کفن نہ بالکل کم قیمت، نہ بہت بیش قیمت، متوسط درجے کا دو۔

عمل ۸۰: اگر پرانی مصیبت، صدمہ یاد آجاوے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھو، جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔

عمل ۸۱: رنج کی کیسی ہی خفیف بات ہو اُس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو تو ثواب ملے گا۔

عمل ۸۲: گاہ بگاہ [وقتاً فوقتاً] مقابر [قبرستان] میں جایا کرو، اس سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے، خصوصاً والدین کی قبر پر جمعے کو جانا بہتر ہے۔

کتَابُ الزَّکٰوۃِ وَالصَّدَقَات

عمل ۸۳: زکوٰۃ پیشگی بھی دینا درست ہے۔

عمل ۸۴: پہننے کے زیور اور گوٹے ٹھپے [سونے یا چاندی سے کیا ہوا کام] میں بھی زکوٰۃ ہے۔

عمل ۸۵: زکوٰۃ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دو جو مانگتے نہیں، آبرو لیے گھر میں بیٹھے ہیں۔

عمل ۸۶: تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ، جو توفیق ہو دے دو۔

عمل ۸۷: یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر تمام حقوق سے سبکدوش[1] ہو گئے، مال میں اور بھی حقوق ہیں جو وقوعِ ضرورت کے وقت ادا کرنے پڑتے ہیں۔

---

[1] جو کسی کام سے فارغ کر دیا گیا ہو۔

عمل ۸۸: عزیز قریب کو صدقہ دینے سے دو ثواب ہیں: ایک صدقہ، دوسرا صلہ رحم۔

عمل ۸۹: اگر پڑوسی غریب ہوں تو شوربا بڑھا دیا کرو اور اُن کو بھی پہنچایا کرو۔

عمل ۹۰: سائل کو کچھ دے دیا کرو خواہ کتنا ہی قلیل ہو۔

عمل ۹۱: بی بی شوہر کے مال سے محتاج کو اتنا ہی دے سکتی ہے جس میں اگر شوہر کو اطلاع ہو تو اُس کو ناگوار نہ ہو۔

عمل ۹۲: جو چیز کسی کو خیرات دو اور وہ اُس کو فروخت کرتا ہو تو بہتر ہے کہ تم اُس کو اُس سے مت خریدو شاید تمہاری رعایت کرے، تو گویا یہ ایک طرح کا صدقے کو واپس کرنا ہے۔

كِتَابُ الصَّوْم

عمل ۹۳: روزے میں فحش بات مت کرو، شور وغل مت مچاؤ، جو کوئی لڑے بھی کہہ دو کہ میاں! ہمارا روزہ ہے، ہم کو معاف کرو۔

عمل ۹۴: چاند دیکھ کر ہرگز اٹکل مت کرو یہ فلاں دن کا ہے، اس کے حساب سے آج فلاں تاریخ ہے، جب لوگوں نے دیکھا ہو جب ہی سے حساب شروع ہوگا۔

عمل ۹۵: عورت نفل روزہ بِدُون اجازت شوہر کے نہ رکھے جبکہ وہ گھر پر موجود ہو۔

عمل ۹۶: کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو۔

عمل ۹۷: اگر روزے میں کوئی دعوت کرے اُس کا جی خوش کرنے کو اُس کے گھر چلے جاؤ اور وہاں جا کر اُس کے لیے دعا کرو اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھا بھی لو۔

عمل ۹۸: جب رمضان شریف کے دس دن باقی رہ جاویں عبادت میں کسی قدر زیادہ کوشش کرو۔

بَابُ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰن

عمل ۹۹: اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر چھوڑو مت، پڑھے جاؤ، ایسے شخص کو دوہرا

[دُگنا] ثواب ملتا ہے۔

عمل ۱۰۰: سوتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں دم کر کے جہاں تک ہاتھ پہنچیں بدن پر پھیر کر سو رہا کرو، تین بار اسی طرح کرو۔

عمل ۱۰۱: اگر قرآن پڑھا ہو اُس کو ہمیشہ پڑھتے رہو ورنہ اُس کو بھول جاؤ گے، اور سخت گناہ گار ہو گے۔

عمل ۱۰۲: جب تک جی لگے قرآن پڑھو، جب طبیعت اُلجھنے لگے موقوف کر دو، مگر یہ اُس شخص کے لیے ہے جو تلاوت کا عادی ہو، ورنہ خلافِ عادت کام کرنے سے ضرور طبیعت گھبراتی ہے اس کا خیال نہ کرے اور بتکلف عادت ڈالے، جب عادت ہو جاوے پھر اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اوپر گزرا۔

عمل ۱۰۳: قُرآن مجید اِس طرح پڑھو کہ تمہارے لہجے سے یہ معلوم ہو کہ خدائے تعالیٰ سے ڈر رہا ہے، بڑی خوش آوازی یہ ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ وَالْاِسْتِغْفَارِ

عمل ۱۰۴: دُعا میں اِن اُمور کا لحاظ رکھو: خُوب شوق و رغبت سے مانگو، گناہ کی چیز مت مانگو، اگر قبولیت میں دیر ہو تنگ ہو کر چھوڑ و مت، قبولیت کا یقین رکھو۔

عمل ۱۰۵: غصّے میں آ کر اپنے مال، اولاد، جان وغیرہ کو مت کوسو، کبھی قبولیت کی گھڑی ہو اور اِسی طرح ہو جاوے۔

عمل ۱۰۶: جب کہیں بیٹھو، لیٹو، دنیا کی باتیں کرو، اُس میں کچھ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ و رسول اللہ ﷺ کا ذکر اور درود شریف تھوڑا ہی سہی ضرور کیا کرو، مجلس خالی نہ رہنے پائے ورنہ وہ مجلس ہی وبال ہے۔

عمل ۱۰۷: اکثر اوقات عقدِ اَنامِل [انگلیوں پر گننا] سے شمار وظیفہ کی رکھو، تسبیح بھی جائز ہے۔

عمل ۱۰۸: اگر شامتِ نفس سے گناہ ہو جاوے تو یہ سمجھ کر توبہ میں دیر مت لگاؤ کہ شاید ہماری توبہ قائم نہ رہے اور پھر گناہ ہو جاوے بلکہ فوراً توبہ صدقِ دل سے کرو، اگر اتفاقاً توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کرلو۔

عمل ۱۰۹: بعضے دعائیں خاص حالات وخاص اوقات کی مذکور ہوتی ہیں:

سوتے وقت یہ دعا پڑھو: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ۔[۱]

جاگتے وقت یہ پڑھو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔[۲]

صبح کو یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔[۳]

اور شام کے وقت یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔[۴]

بی بی کے پاس جاتے وقت یہ دعا پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔[۵]

لشکر کفار پر اگر بددعا کرنا ہو یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَسَرِيْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

کسی کے یہاں مہمان ہو، کھانے پینے سے فارغ ہو کر میزبان کے لیے یوں دعا کرو: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔[۶]

چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔[۷]

---

۱ نسائی، رقم: ۷۵۱، ۷۷۲ ۲ بخاری، رقم: ۵۹۵۳ ۳ ترمذی، رقم: ۳۳۹۱ ۴ ابوداؤد، رقم: ۵۰۶۸
۵ بخاری، رقم: ۱۴۱ ۶ مسلم، رقم: ۲۰۴۲ ۷ ترمذی، رقم: ۳۴۵۱

کسی کو مصیبت زدہ دیکھ کر یہ دعا پڑھو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔[1] تم کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے۔

جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے تو اس سے اس طرح کہو: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتِكُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ۔[2]

کسی کو نکاح کی مبارکباد دو تو اس طرح کہو: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَیْكَ وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ۔[3]

جب کوئی مصیبت آوے یہ پڑھو: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ.

بَابُ الْحَجِّ وَالزِّیَارَة

عمل ۱۱۰: جس کو حج کرنا ہو جلدی چل دینا چاہیے، خُدا جانے کیا موانع پیش آجاویں۔

عمل ۱۱۱: کافی خرچ لے کر حج کو جانا چاہیے۔

عمل ۱۱۲: حج کر کے اگر استطاعت ہو "مدینہ طیّبہ" جا کر "روضہ منورہ" کی زیارت سے بھی مُشرّف ہو۔

عمل ۱۱۳: اگر اِس قدر روپیہ پاس ہے کہ حج کر سکتے ہو مگر مدینہ منورہ نہیں جا سکتے تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا، پھر جب وسعت ہو مدینہ طیّبہ چلے جاؤ، یہ نہیں کہ حج بھی نہ کرو۔

عمل ۱۱۴: حاجی جب تک اپنے گھر نہ آوے اُس کی دعا قبول ہوتی ہے، اگر اُس سے ملاقات ہو اُس کو سلام کرو، اُس سے مصافحہ کرو، اپنے لیے دعا استغفار کراؤ۔

بَابُ الْیَمِیْن و النَّذْر

عمل ۱۱۵: غیر اللہ کی قسم کبھی مت کھاؤ، جیسے بیٹے کی، باپ کی یا اور کسی مخلوق کی، اور جس شخص کو

---

[1] ترمذی، رقم: ۲۵۱۲ [2] ابوداؤد، رقم: ۲۶۰۱ [3] ترمذی، رقم: ۱۰۹۱

ایسی عادت پڑ گئی ہو اور منہ سے نکل جاتا ہو تو فوراً کلمہ پڑھے۔

عمل ۱۱۶: اِس طرح کبھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں اگرچہ سچّی ہی ہو، اور جھوٹ میں ایسی قسم تو اور بھی غضب ہے۔

عمل ۱۱۷: اگر غصّے میں ایسی قسم منہ سے نکل گئی جس کے پورا کرنے میں کوئی بات خلافِ شرع لازم آتی ہے، مثلاً یہ کہ باپ سے نہ بولوں گا یا مانند اس کے، ایسی قسم کو توڑ دو اور کفارہ دو اور یہ خیال نہ کرو کہ قسم توڑنے سے گناہ ہوگا، کیونکہ نہ توڑنے سے زیادہ گناہ ہوگا۔

عمل ۱۱۸: کسی کا حق مارنے کے لیے پھر سے قسم مت کھاؤ، صاحبِ حق جو مطلب سمجھے گا اُسی پر قسم ہے۔

عمل ۱۱۹: مصیبت میں پھنس کر منت ماننا اور ویسے کبھی پھوٹی کوڑی اللہ کے نام نہ دینا نہایت کنجوسی کی دلیل ہے اور گویا نعوذ باللہ! اللہ میاں کو پھسلانا ہے:

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند
حق را بہ سجودے نبی را بدرودے

معاملات وسیاسیات

معاملہ۱: سب سے بہتر کسب دست کاری [ہاتھ کا کام] ہے، انبیاءعلیہم السلام نے دستکاری کی ہے۔

معاملہ۲: زانیہ کی خرچی اور جھوٹے تعویذ، گنڈے، فال کھلائی وغیرہ کا نذرانہ سب حرام ہے، آج کل کے پیرزادے اِن دونوں بَلاؤں میں مبتلا ہیں، رنڈیوں سے خُوب نذرانے لیتے ہیں اور خود واہی تباہی تعویذ گنڈے کرتے ہیں، فال کھولتے ہیں اور لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔

معاملہ۳: مانگنے کا پیشہ سب سے بدتر اور ذلیل اور گناہ ہے، اِس سے تو گھاس کھودنا اور لکڑی کاٹ کر بیچنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

معاملہ۴: اگر ایسی ہی سخت مصیبت پڑ جاوے اور بِدُون مانگے کسی طرح بن ہی نہ پڑے تو لاچاری کی بات ہے، اِس میں بھی بہتر یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مانگے جو نیک بخت، دیندار، عالی ہمت، بلند حوصلہ، ذی استطاعت ہوں کہ پھر کسی قدر کم ذلّت ہے۔

معاملہ۵: اگر بِدُون حرص وطلب کہیں سے کچھ ملے اُس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں، اُس میں سے کھائے، کھلائے، اللہ واسطے بھی دے۔

معاملہ۶: جو چیز شرع میں حرام ہے اُس میں اَئر پھیر کر کے حیلہ وتاویل مت کرو، اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔

معاملہ۷: مفت خوری سے یہ بہتر ہے کہ عالی ہمتی سے کمائے اور دوسروں کی خدمت کرے، البتہ جو لوگ خدمت دین میں مشغول ہیں کہ اگر طریق معیشت کو اختیار کریں تو دینی کام برباد ہو جاوے ایسے لوگوں کو ترکِ اسباب جائز بلکہ بعض اوقات اولیٰ ہے، اُن کی خدمت عام مسلمانوں کے ذمے ہے۔

معاملہ ۸: جس چیز میں طبیعت صاف نہ ہو دل کھٹکتا ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے۔

معاملہ ۹: جس پیشے میں ہر وقت نجاسات کے ساتھ تلبُّس ہوتا ہو جیسے بھنگی کا کام کرنا، پچھنے لگانا، ایسے پیشے اور کمائی سے بچنا چاہیے۔

معاملہ ۱۰: جو چیز گناہ کا آلہ بنائی جاوے اس کو مت بیچو۔

معاملہ ۱۱: ہمارے زمانہ میں روپیہ، پیسہ بڑے کام کی چیز ہے اس کی قدر کرنا چاہیے اور وجہِ حلال [جائز طریقے] سے کمانے میں عار نہ کرے گو عرف میں نام دھرا جاوے [معیوب سمجھا جائے]۔

معاملہ ۱۲: جس طریقے سے آدمی کی بسر ہوتی ہو بلا ضرورت شدیدہ اُس کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار نہ کرے۔

معاملہ ۱۳: خرید و فروخت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت نرمی برتے، تنگ گیری [ظلم وستم] اچھی نہیں۔

معاملہ ۱۴: سودا بیچنے کے لیے بہت قسمیں مت کھاؤ، اس میں ایک آدھ جھوٹ بھی نکل جاتا ہے پھر برکت مٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۱۵: تجارت بہت عمدہ چیز ہے، امانت وراستی [سچّائی] اِسکا جزو اعظم ہے، اِس سے دنیا میں اعتبار ہوتا ہے اور آخرت میں انبیا وصدیقین وشہدا کی ہمراہی نصیب ہوتی ہے۔

معاملہ ۱۶: معمول رکھو کہ منافعِ تجارت سے کچھ خیر خیرات نکالتے رہا کرو، بعض باتیں تجارت میں ناہموار ہو ہی جاتی ہیں، خیر خیرات سے کسی قدر اُس کے وبال میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

معاملہ ۱۷: اگر تمہارے سودے میں یا داموں میں کچھ عیب ہو ہرگز اُس کو پوشیدہ مت کرو، صاف کہہ دو، اُس کے چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۱۸: سُود کا لین، دین، تحریر، گواہی کچھ مت کرو، سب پر لعنت آئی ہے۔

معاملہ ۱۹: جو چیزیں کہ ناپ تول کر بکتی ہیں اور وہ ایک طرح کی ہیں، جیسے گیہوں گیہوں، اس

کے مبادلے میں دو باتیں ضرور ہیں: ایک یہ کہ برابر سرابر ہو اگرچہ اعلیٰ ادنیٰ کا تفاوت ہو، دوسرے یہ کہ دَست بدست ہو، اگر ایک اَمر میں بھی خلاف ہوا تو سود ہو جاوے گا۔ اور اگر ناپ تول کر بکتی ہیں مگر جنس الگ الگ ہے جیسے گیہوں اور جَو، اُس میں برابر سرابر ہونا ضروری نہیں مگر دست بدست ہونا ضروری ہے۔ اور اگر جنس تو ایک ہے مگر ناپ تول کر نہیں بکتی جیسے بکری بکری، تب بھی برابر سرابر ہونا ضروری نہیں اور اگر نہ جنس ایک ہے، نہ ناپ تول کر بکتی ہے جیسے گھوڑا، اونٹ اس وقت نہ برابر سرابر ہونا ضروری ہے، نہ دست بدست ہونا ضروری ہے، یہ فقہ حنفی کے موافق سود کی تفصیل ہے۔

آج کل جو زیور خریدا یا بنوایا جاتا ہے اُس میں اکثر بوجہ تفاوتِ نرخ کے برابر بھی نہیں لیا جاتا اور اکثر ادھار بھی رہ جاتا ہے، یہ بالکل سود ہے ایسی صورت میں جس طرح چاندی کم ہے اس میں کچھ پیسے بھی ملائے جاویں، چاندی چاندی برابر ہو جاوے گی، زائد چاندی کے عوض میں پیسے ہو جاویں گے اور ادھار کی اگر ضرورت ہو تو صاحب معاملہ ہی سے جداگانہ قرض لے کر اس معاملے کو طے کر لیں پھر اس کا قرض بعد میں ادا کریں۔

معاملہ ۲۰: اکثر ایسا کرتے ہیں کہ روپیہ دے کر آٹھ آنے، پیسے اب لے لیے اور آٹھ آنے ایک گھنٹے بعد لے لیے، یہ بھی جائز نہیں۔ اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو روپیہ امانۃً اس کے پاس رکھا دیں جب اُس کے پاس پیسے پورے آ جاویں تب یہ معاملہ مبادلے کا کریں۔

معاملہ ۲۱: اگر تم خراب گیہوں کے عوض میں اچھے گیہوں لینا چاہتے ہو اور دوسرا شخص برابر سرابر نہیں دیتا تو یوں کرو کہ اپنے گیہوں مثلاً ایک روپیہ کو اس کے ہاتھ بیچ ڈالو پھر جتنے گیہوں وہ تم کو دے وہ اُس روپیہ کے عوض میں جو اُس کے ذمے تمہارا قرض ہے اُس سے خرید لو۔

معاملہ ۲۲: اگر چاندی یا سونے کا زیور جڑاؤ [نگینے لگے زیورات] یا جس میں اور کوئی چیز ملی ہو، چاندی یا سونے کے بدلے میں یعنی چاندی کا زیور چاندی کے بدلے اور سونے کا زیور سونے کے بدلے خریدنا یا بیچنا چاہو تو یہ مبادلہ اُس وقت ہے جب زیور میں چاندی یا سونا یقیناً کم ہو اور داموں کی چاندی یا سونا زائد ہو، اگر برابر یا زائد ہونے کا گمان ہو تو درست نہیں۔

معاملہ ۲۳: اگر کوئی شخص تمہارا مقروض ہو اور اُسی حالت میں وہ تم کو ہدیہ دے یا دعوت کرے، اگر پہلے سے راہ و رسم باہمی جاری نہ ہو تو ہرگز مت قبول کرو، اسی سے رہن کی آمدنی کا حال معلوم کرو، کیونکہ راہن [گروی رکھنے والا] تمہارا قرضدار ہے اور قرض کے دباؤ میں تم کو انتفاع کی اجازت دیتا ہے تو وہ کس طرح حلال ہوگا۔

معاملہ ۲۴: بعض لوگ کوئی خاص چیز ایک معین مقدار روپیہ سے خرید کرتے ہیں اور جب قیمت نہیں بن پڑتی تو اس چیز کو اسی بائع کے ہاتھ کچھ کم قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں، سو چونکہ بائع کو اس بچت کا کوئی حق نہیں اس لیے یہ داخلِ سود ہو کر ممنوع ہو گیا، البتہ اگر ایسی ضرورت پیش آوے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اصل بائع تھوڑی دیر کے لیے مشتری کو بقدر قیمت قرار دادِ سابق روپیہ بطور قرض دے دے اور مشتری اس قیمت کو اصل قیمت میں ادا کر دے، اس کے بعد وہ چیز کم قیمت میں بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے اور جو باقی رہے وہ اس کے ذمے قرض رہے گا۔ مثلاً دس روپیہ کی تم نے ایک گھڑی خریدی اور جب روپے کا بندوبست نہ ہو سکا تو اسی بائع کے ہاتھ فرض کرو کہ آٹھ روپیہ کو بیچ ڈالی، یہ معاملہ سود اور نا جائز ہے، ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ دس روپیہ بائع سے قرض لے کر پہلے گھڑی کی قیمت ادا کر دو اب وہ گھڑی اس کے ہاتھ جتنی کمی پر چاہو بیچو جتنے کو بائع نے خریدا اتنا قرض تو ابھی ادا ہو اور باقی تمہارے ذمے رہا۔

معاملہ ۲۵: جب تک پھل کام میں آنے کے لائق نہ ہو اس کا خریدنا اور بیچنا ممنوع ہے، کیوں کہ معلوم نہیں پھل رہے یا جاتا رہے۔

معاملہ ۲۶: صرف بیجک آنے پر مال مت فروخت کرو جب تک تمہارے قبضہ میں نہ آجاوے، اور جب بائع کے قبضے میں آجاوے تو بیجک دیکھ کر مشتری کو خریدنا درست ہے مگر جب مال کو دیکھے اس وقت اختیار ہے خواہ معاملہ رکھے یا انکار کر دے۔

معاملہ ۲۷: بنجارہ [سوداگر] کچھ غلّہ لایا، اُس کو شہر میں آنے دو اُس وقت خرید کرو، شہر سے باہر ہی باہر جا کر معاملہ کر لینا اچھا نہیں، اُس میں کبھی تو اُس کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شہر میں اُس نرخ

کوفروخت نہ ہوگا اور شہر والوں کا بھی اِس میں نقصان ہے کہ سب اُس کے محتاج ہوگئے جتنے کو چاہے فروخت کرے۔

اور آدمی اگر سودا چکا تا ہو اور ابھی بائع نے اُس کو نا منظور نہیں کیا بلکہ منظوری و نا منظوری دونوں کا احتمال ہے تو تم جا کر اُس کے سودے کو خراب کر کے خود مت لینے لگو، البتہ جب وہ صاف انکار کر دے اُس وقت خریدنے میں مضائقہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نیلام میں کسی کی بولی پر بولی بولنا کچھ ڈر نہیں، کیونکہ بائع نے ابھی اس بولی کو منظور نہیں کیا اور کسی کو دھوکا دینے کو چیز کے دام مت بڑھاؤ کہ دوسرا آدمی اور زیادہ بولی بول دے اور وہ چیز اس کے گلے پڑ جائے۔

اور کوئی دیہاتی اپنی چیز شہر میں فروخت کرنے آوے، سوخواہ مخواہ، خیر خواہی جتلانے کو اُس کو بیچنے سے مت روکو کہ میاں! ہمارے پاس رکھ جاؤ ہم موقع پر گراں قیمت سے بیچ دیں گے، بلکہ اُس کو بیچنے دو، شہر والوں کو کسی قدر کفایت سے مل جاوے گی، البتہ اگر اس کا صریح نقصان ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں۔

اگر گائے، بکری بیچنا ہو، خریدار کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایسا مت کرو کہ کئی وقت دودھ نہ نکالو تا کہ تھن کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر خریدار دھوکہ میں آجاوے اور زیادہ دام کو خرید کر پیچھے پچھتاوے۔

معاملہ ۲۸: خُودرُو گھاس کا بیچنا درست نہیں اگرچہ وہ تمہاری مملوکہ زمین میں ہی کھڑی ہو، اسی طرح پانی۔

معاملہ ۲۹: کوئی ایسی کارروائی مت کرو جس سے خریدار کو دھوکہ ہو۔

معاملہ ۳۰: اگر کوئی مصیبت زدہ اپنی ضرورت کو کوئی چیز بیچتا ہو تو اُس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ، اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اُس کی اعانت کرو یا مناسب قیمت سے اس کو خرید لو۔

معاملہ ۳۱: جو چیز تمہارے ملک و قبضے میں نہ ہو اس کا معاملہ کسی سے مت ٹھہراؤ، اِس اُمید پر کہ ہم بازار سے خرید کر اُس کو دے دیں گے۔

معاملہ ۳۲: رہن میں یہ شرط ٹھہرانا کہ اگر اتنی مدت تک زرِ رہن ادا نہ ہو تو اسی کو بیع سمجھا جاوے باطل ہے اور مدت گزرنے پر بیع نہ ہوگی۔

معاملہ ۳۳: ناپ تول میں دغا بازی مت کرو۔

معاملہ ۳۴: اگر کوئی چیز بطور بدنی[1] کے خریدی اور فصل پر بائع سے وہ چیز نہ بن پڑی، تو جتنا روپیہ اس کو دیا تھا واپس لے لو، نہ زیادہ روپیہ لینا درست ہے اور نہ اس روپیہ کے بدلے اور کوئی چیز خریدنا درست ہے، البتہ اپنا روپیہ لے کر پھر اُس سے جو چاہو خرید لو۔

معاملہ ۳۵: غلّہ ارزاں خرید کر گراں بیچنا درست ہے، مگر جب مخلوق کو تکلیف ہونے لگے اُس وقت زیادہ گرانی کا انتظار کرنا حرام اور موجب لعنت ہے۔

معاملہ ۳۶: حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ زبردستی نرخ مقرر کرے، البتہ تاجر کو فہمائش [نصیحت] اور صلاح دینا مناسب ہے۔

معاملہ ۳۷: اگر تمہارا دَیْن دار [قرض دار] غریب ہو اُس کو پریشان مت کرو بلکہ مہلت دو، یا جزو یا کل معاف کر دو، اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کی سختی سے نجات دیں گے۔

معاملہ ۳۸: تم کسی کے دَیْن دار ہو تو خراب چیز سے اُس کا حق مت ادا کرو، بلکہ اُس کی ہمت رکھو کہ اُس کے حق سے بہتر اُس کو ادا کیا جاوے، مگر معاملے کے وقت یہ معاہدہ جائز نہیں۔

معاملہ ۳۹: اگر تمہارے پاس دینے کے واسطے ہے اُس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔

معاملہ ۴۰: اگر تمہارا مدیون [قرض دار] تم کو دوسرے سے دہانید کرا دے اور اس سے تم کو وصول ہونے کی بھی اُمید ہو تو خواہ مخواہ ضد میں آ کر اسی کو دق مت کیے جاؤ بلکہ اِس حوالہ کو منظور کر لو۔

معاملہ ۴۱: حتی الامکان کسی کے مدیون مت بنو اور اگر بضرورت مدیون ہونا پڑے تو اُس کے

---

[1] وہ معاملہ جو کسی پیداوار کے خریدنے کے بابت فصل سے پہلے قرار پائے یا کٹنے سے پیشتر نرخ ٹھہرایا جائے۔

ادا کی فکر رکھو، بے پروا مت بن جاؤ، اور اگر دائن [قرض دینے والا] تم کو کچھ کہے سنے، صبر کرو اس کا حق ہے۔

معاملہ ۴۲: اگر تم کو وسعت ہو تو کسی مدیون کی طرف سے اُس کا دین ادا کر دیا کرو۔

معاملہ ۴۳: سودا جھکتا تول کر دیا کرو۔

معاملہ ۴۴: جب کسی کا قرض ادا کیا کرو تو ادا کرنے کے ساتھ اُس کو دعا بھی دیا کرو اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

معاملہ ۴۵: شرکت میں دونوں ساجھیوں کو امانت، دیانت سے رہنا چاہیے ورنہ پھر برکت سلب ہونے لگتی ہے۔

معاملہ ۴۶: امانت میں ہرگز خیانت مت کرو۔

معاملہ ۴۷: جو معاملہ ظلم سے، دباؤ سے، کسی کی وجاہت ولحاظ سے، کسی کی شرما شرمی سے وصول ہو وہ حلال نہیں۔ اے چندہ جمع کرنے والو! ذرا اِس کو اچھی طرح غور کر لیجیے، حلال وہی مال ہے جو بالکل طیبِ خاطر [رضامندی] سے دیا جاوے۔

معاملہ ۴۸: ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چیز والے کو پریشان مت کرو، خصوصاً جب کہ یہ نیت ہو کہ اگر معلوم ہو گیا تو ہنسی ہے ورنہ خورد برد کریں گے، اور جو ہنسی میں اٹھالی تو جلدی واپس کر دو۔

معاملہ ۴۹: پڑوسی کی رعایت کیا کرو، خفیف باتوں میں اُس سے مُسامحت [درگزر] کرو مثلاً تمہاری دیوار میں میخ گاڑنے لگے اور تمہارا کوئی نقصان بھی نہ ہو تو اجازت دے دو۔

معاملہ ۵۰: اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اسکا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یوں ہی اُڑ جائیگا۔

معاملہ ۵۱: جس درخت کے سائے میں آدمیوں کو، جانوروں کو آرام ملتا ہو اور وہ تمہارے مِلک

میں بھی نہیں ہے تو اُس کو مت کاٹو کہ جانداروں کو تکلیف ہوگی، اِس سے عذاب ہوتا ہے۔

معاملہ ۵۲: بکریاں چرانا پیغمبروں علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

معاملہ ۵۳: مزدوروں سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو، اِس مقدّمے میں سرکار عالی مدعی ہوں گے۔ عہد کر کے خلاف مت کرو، خصوصاً جب کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ ہو، اِس میں بھی سرکار عالی مدعی ہوں گے۔

معاملہ ۵۴: اکثر ایامِ قحط میں بعض لوگ اپنی اولاد کو یا بعضے ظالم دوسروں کے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں، اِسکا بیچنا یا خرید کر غلام سمجھنا سب حرام ہے، اِس مقدّمے میں بھی سرکار عالی مدعی ہونگے۔

معاملہ ۵۵: جو جھاڑ پھونک شرع کے موافق ہو اُس پر کچھ نذرانہ لینا جائز ہے۔

معاملہ ۵۶: اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دیدے تو ایسا ثواب ہے جیسا کہ وہ کھانا دے دیا جو اس آگ سے پکا ہے، اسی طرح نمک دے دینے کا ثواب۔

معاملہ ۵۷: جہاں پانی بکثرت میسّر ہو وہاں کسی کو پلانے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے، اور جہاں بکثرت میسّر نہیں وہاں پلانے سے ایسا ثواب ہے جیسا کہ کسی مردے کو زندہ کر دیا۔

معاملہ ۵۸: اگر کسی کو کوئی چیز یہ کہہ کر دے کہ تم کو عمر بھر کے لیے دیتے ہیں اور بعد تمہارے مرنے کے واپس کر لیں گے، وہ شے بہمہ وجوہ [ہر اعتبار سے] اس کی مِلک ہو جاتی ہے بعد موت کے اس کے ورثہ کو ملے گی، تو اس اُمید باطل پر اپنے مال کو خراب و برباد مت کرو پھر حسرت ہوگی اپنے ہی پاس رہنے دو۔

معاملہ ۵۹: اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو، ناانصافی بُری بات ہے۔

معاملہ ۶۰: ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو بدلے کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی، لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اُس کو کچھ بدلہ دیا جاوے۔ اور اگر بدلہ دینے کو میسّر نہ ہو تو اُس کی ثنا وصفت ہی کر دو اور لوگوں کے رُوبہ رُو اس کے احسان کو ظاہر کر دو، اور ثنا صفت

کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا اور جب محسن کا شکر ادا نہ کیا تو خُدا کا شکر بھی ادا نہ ہوگا۔ اور جس طرح ملی ہوئی چیز کا مٹانا بُرا ہے اسی طرح نہ ملی ہوئی پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا آیا، یہ بھی بُرا ہے۔

معاملہ ۶۱: باہم تحفہ تحائف، راہ و رسم جاری رکھو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے، محبّت بڑھتی ہے اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں، جو کچھ ہو بے تکلّف دے دو۔

معاملہ ۶۲: جو کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل یا دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگالو، دودھ پی لو، تکیہ کمر سے لگالو تو قبول کرلو، انکار و عذر مت کرو کیوں کہ اِن چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا، اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

معاملہ ۶۳: نیا پھل اول جب تمہارے پاس پہنچے، اُس کو آنکھوں اور لبوں سے لگاؤ اور یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَهٗ پھر کوئی بچہ پاس ہو اُس کو دے دو۔

معاملہ ۶۴: اگر تمہارے ذمے کسی کا قرضہ یا کسی کی امانت یا اور کوئی حق ہو تو اُس کی یادداشت بطور وصیّت لکھ کر اپنے پاس رکھو۔

بَابُ النِّكَاح

معاملہ ۶۵: اگر حاجت و استطاعت ہو تو نکاح کرنا افضل ہے، اور اگر حاجت ہے مگر استطاعت نہ ہو تو روزے کی کثرت سے شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۶۶: نکاح میں زیادہ تر منکوحہ کی دینداری کا لحاظ رکھو، مال و جمال اور حسب و نسب کے پیچھے زیادہ مت پڑو۔

معاملہ ۶۷: اگر سفر سے گھر آنا ہو تو دفعۃً گھر میں مت چلے جاؤ، اس قدر توقف کرو کہ بی بی کنگھی چوٹی سے اپنے کو سنوار لے، کیونکہ شوہر کی عدم موجودگی میں اکثر میلی کچیلی رہتی ہے، کبھی اس حالت میں دیکھ کر اُس سے نفرت نہ ہو جاوے۔

معاملہ ۶۸: اگر کوئی شخص تمہاری عزیزہ کے لیے پیغام نکاح بھیجے تو زیادہ تر قابل لحاظ اس شخص کی نیک وضعی اور دینداری ہے، دولت، حشمت [دبدبہ] عالی خاندانی کے اہتمام میں رہ جانے سے خرابی ہی خرابی ہے۔

معاملہ ۶۹: اگر اتفاقاً کسی غیر منکوحہ عورت اور کسی مرد کا باہم تعشق ہو جاوے تو بہتر ہے کہ اِن کا نکاح کر دیا جاوے۔

معاملہ ۷۰: اُس نکاح میں زیادہ برکت ہوتی ہے جس میں خرچ کم پڑے اور مہر بھی ہلکا ہو۔

معاملہ ۷۱: اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی صورت، شکل کے حالات اپنے خاوند سے بیان کیا کرتی ہیں، یہ بہت بُری بات ہے، اگر اسکا دل آ گیا تو پھر روتی پھریں گی۔

معاملہ ۷۲: ایک کپڑے میں دو مردوں کا، اِسی طرح ایک کپڑے میں دو عورتوں کا لپٹنا بالکل نامناسب اور بے غیرتی ہے، اور جس طرح مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا گناہ ہے اِسی طرح عورت کو دوسری عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک دیکھنا گناہ ہے، اکثر عورتیں اس کی احتیاط نہیں رکھتیں۔

معاملہ ۷۳: اگر کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جاوے فوراً نگاہ اُدھر سے پھیر لو اور اگر اُسکا خیال کچھ دل میں رہے تو اپنی بی بی سے فراغت کر لینا چاہیے، اِس سے وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

معاملہ ۷۴: اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اُس کو ایک نگاہ دیکھ لو کہ بعد نکاح کے اُس کی صورت سے نفرت نہ ہو۔

معاملہ ۷۵: بغیر ضرورت شدیدہ ''پیشاب، پائخانہ، مُجامَعت [ہمبستری]'' کے برہنہ مت ہو، فرشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنی چاہیے۔

معاملہ ۷۶: تنہائی میں غیر عورت کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے اور سخت گناہ ہے، اسی طرح اُس کے ساتھ سفر کرنا بھی ممنوع ہے، آج کل پیروں اور رشتہ داروں سے اِس کی بالکل احتیاط نہیں ہے۔ غیر عورت اُس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کبھی عمر بھر میں حلال ہو سکے۔

معاملہ ۷۷: بلا ضرورت عورت کے لیے یہ منع ہے کہ غیر مرد کو دیکھے، اکثر عورتوں کو جھانکنے تاکنے کی عادت ہوتی ہے، بڑی واہیات [فضول] بات ہے۔

معاملہ ۷۸: اولاد کا حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھو، علم ولیاقت سکھلاؤ، جب جوان ہوجائے نکاح کر دو، ورنہ اگر اُس سے کوئی گناہ ہوگیا تو اُس کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا، اکثر لوگ لڑکیوں کو بٹھلا رکھتے ہیں، بڑی بے احتیاطی ہے۔

معاملہ ۷۹: اگر کسی جگہ ایک شخص پیغام نکاح بھیج چکا ہے جب تک اُس کو جواب نہ مل جاوے یا وہ خود چھوڑ بیٹھے، تم پیغام مت دو۔

معاملہ ۸۰: اگر کوئی شخص اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اُس عورت کو یا اُس کے وُرثا کو مناسب نہیں کہ شوہر سے شرط ٹھہرائیں کہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے جب نکاح کیا جاوے گا، اپنی تقدیر پر قانع رہنا چاہیے۔

معاملہ ۸۱: نکاح مسجد میں ہونا بہتر ہے تاکہ اعلان بھی خُوب ہو اور جگہ بھی برکت کی ہے۔

معاملہ ۸۲: رضاع [ماں کے علاوہ دوسری عورت کا دودھ پلانے] میں بڑی احتیاط درکار ہے، بِدُون تحقیق علاقۂ رضاع رُوبہ رُو نہ آجاوے اور جہاں شبہ وشک شرکت رضاع کا بھی ہو نکاح نہ کرے۔

معاملہ ۸۳: میاں بی بی کے باہمی معاملات خلوت کا دوست، احباب سے یا ساتھیوں، سہیلیوں سے ذکر کرنا خُدا تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے، اکثر دُولہا دولہن اِس کی پرواہ نہیں کرتے۔

معاملہ ۸۴: ولیمہ مستحب ہے مگر اس میں تکلّف وتفاخر نہ کرے، حضور سرور عالم ﷺ نے ایک بی بی کا ولیمہ دو سیر جَو سے کیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں خرما اور پنیر اور گھی کا مالیدہ تھا اور سب سے بڑا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا کہ ایک بکری ذبح ہوئی اور گوشت روٹی لوگوں کو پیٹ بھر کے کھلائی گئی۔

معاملہ ۸۵: اگر کئی بیبیاں ہوں سب کو برابر رکھے۔

معاملہ ۸۶: بی بی کی کج خُلقی [بداخلاقی] پر صبر کرو اس سے عداوت مت کرو، اگر ایک بات ناپسند ہوگی دوسری بات پسند آجاوے گی، بے ضرورت اُس کو مت مارو اور ضرورت ہو تب بھی زیادہ زیادہ مت مارو اور منہ پر ہرگز مت مارو، آخر رات کو اِسی سے پیار اخلاص کرتے شرم بھی آوے گی، اُس کا دل بہلاتے رہو، گالی گلوچ مت کرو، رُوٹھ کر گھر سے مت نکل جاؤ، زیادہ خفگی ہو دوسری چارپائی پر سو رہو، جب دیکھو کسی طرح نباہ نہیں ہوتا آزاد کر دو۔

معاملہ ۸۷: عورت کو چاہیے کہ خاوند کی اطاعت کرے، اُس کو خوش رکھے، اُس کے حکم کو ٹالے نہیں خصوصاً جب وہ ہم بستری کے لیے بلاوے، اُس کی وسعت سے زیادہ اُس سے نان نفقہ طلب نہ کرے، اُس کے رُو بہ رُو زبان درازی نہ کرے، بلا اجازت اُس کے نوافل نہ پڑھے، نہ نفل روزہ رکھے، اُس کا مال بدُون اُس کی رضا کے کسی کو نہ دے، نہ خود ضرورت سے زیادہ اٹھاوے، بغیر اجازت کسی کو گھر نہ آنے دے، بلا سخت مجبوری کے اپنے منہ سے طلاق نہ مانگے۔

معاملہ ۸۸: بی بی کو بھڑکا کر میاں سے لڑا دینا یا نفرت ڈال دینا نہایت گناہ ہے۔

معاملہ ۸۹: اگر معمولی طور پر کوئی شخص اپنی بی بی کو مارے اُس کی وجہ غیر لوگوں کو دریافت کرنا خلاف تہذیب ہے، شاید وہ بات بتلانے کی نہ ہو مثلاً اس نے ہم بستری سے انکار کیا اور اس پر مارا ہو تو وہ کیا بتلائے گا۔

معاملہ ۹۰: بلا ضرورت طلاق مت دو۔

معاملہ ۹۱: حیض میں طلاق مت دو کہ شاید بلا ضرورت بوجہ نفرت طبعی کے بسبب حیض کے دی ہو۔

معاملہ ۹۲: حلالہ کی شرط ٹھہرانا نہایت بے غیرتی کی بات ہے۔

معاملہ ۹۳: محض قرائن سے اپنی بی بی کو بدکار یقین کر لینا، یا جو اولاد اُس سے ہو اُس کی صورت شباہت دیکھ کر کہہ دینا کہ یہ میری نہیں ہے، بہت گناہ ہے۔

معاملہ ۹۴: اگر عورت بدچلن ہو اور اُس کا انتظام نہ کر سکے تو اُس کو طلاق دے دینا چاہیے، لیکن

اگر اُس سے محبّت ہو اور ڈرتا ہو کہ بعد طلاق کے بھی میں اُس سے مبتلا ہو جاؤں گا تو نہ چھوڑے مگر حتی الوسع انتظام وانسداد کرنا چاہیے۔

معاملہ ۹۵: اگر اپنی آنکھ سے عورت کو زنا کرتے دیکھ لیا تو اُسکے مار ڈالنے سے خُدا کے نزدیک گناہ گار نہ ہوگا، گو حاکم دنیا بوجہ عدمِ ثبوتِ شرعی کے اِس سے قصاص لے۔

معاملہ ۹۶: خواہ مخواہ بلا قرینہ بی بی پر بدگمانی کرنا جہالت اور تکبّر ہے اور قرائن ہوتے ہوئے چشم پوشی کرنا بے غیرتی و دیوثی[1] ہے۔

معاملہ ۹۷: اگر نکاح کے بارے میں تم سے کوئی مشورہ کرے تو خیر خواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اُس موقع کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہو ظاہر کر دو، یہ غیبت حرام نہیں ہے اور اِسی طرح جس جگہ تم کو خاص کسی کی بُرائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی کی خیر خواہی کی ضرورت سے اُس کا عیب بیان کرنا پڑے شرعاً اس کی اجازت ہے، بلکہ بعض جگہ واجب ہے۔

معاملہ ۹۸: اگر خاوند باوجود مقدرت کے بوجہ بُخل کے بی بی کو بقدر کفایت کے خرچ نہ دیتا ہو تو بی بی چھپا کر لے سکتی ہے، مگر حاجت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کو لینا جائز نہیں۔

معاملہ ۹۹: اللہ تعالیٰ اگر مال دے تو اول خویش [قریبی] بعدہ درویش۔

معاملہ سیاست

معاملہ ۱۰۰: اگر کوئی کافر تم کو زخمی کر کے یا کوئی عضو قطع کر کے (جب تم بدلہ لینے لگو) فوراً کلمہ پڑھ لے، پھر یہ سمجھ کر کہ اُس نے جان بچانے کو کلمہ پڑھ لیا ہے ہرگز مت قتل کرو، اِس سے اسلام کے حِلم، رحم اور حق پرستی کا اندازہ کرنا چاہیے۔

معاملہ ۱۰۱: کافر رعایا سے بلا قصور کسی کو قتل کرنا بڑا سخت گناہ ہے، بہشت سے دور کر دیتا ہے۔

معاملہ ۱۰۲: خود کُشی کرنے کی سخت ممانعت ہے چاہے کسی طرح ہو۔

---

[1] بیوی کی بدکاری سے دیدہ ودانستہ چشم پوشی کرنے والا۔

معاملہ۱۰۳: مساجد میں سزا جاری نہ کی جاوے، شاید بول و براز خطا ہو جاوے۔

معاملہ۱۰۴: مسلمان کسی کافر ذمی کو قتل کر ڈالے وہ اُس کے مقابلہ میں قتل کیا جاوے گا۔

معاملہ۱۰۵: اگر لشکرِ اسلام میں سے ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی لشکر کفار کو امان دے دے، تمام اعلیٰ وادنیٰ پر لازم ہو جاویگا اسکے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے، البتہ اگر لڑنا ہی مصلحت ہو تو کفار کو جدید اطلاع دی جاوے کہ ہم اپنے معاہدے کو واپس لیتے ہیں۔

معاملہ۱۰۶: اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل کریں، سب قتل کیے جاویں گے اور سب گناہ گار ہوں گے۔

معاملہ۱۰۷: جو شخص فنِّ طِب میں مہارت نہ رکھتا ہو اور اُس کی عملی بدتدبیری سے کوئی مر جاوے تو اُس سے خون بہا لیا جائے گا۔

معاملہ۱۰۸: اپنی جان و مال و دین و آبرو کی حفاظت کے لیے لڑنا درست ہے، اگر خود مارا گیا شہید ہوگا، اگر مقابل مارا گیا اِس شخص پر کوئی الزام نہیں۔

معاملہ۱۰۹: لہو ولعب کے طور پر کنکریاں اچھالنا، غلّہ چلانا ممنوع ہے، مبادا کسی کا دانت آنکھ ٹوٹ پھوٹ جائے۔

معاملہ۱۱۰: اگر مجمع میں کوئی دھار والی چیز لے کر گزرنے کا اتفاق ہو تو دھار کی جانب چھپا لینا چاہیے، کسی کے لگ نہ جائے۔

معاملہ۱۱۱: دھار والی چیز سے کسی کی طرف اشارہ کرنا گو ہنسی ہی میں ہو ممنوع ہے، شاید ہاتھ سے چھوٹ کر لگ جاوے۔

معاملہ۱۱۲: ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے ''جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے تیل چھوڑنا، ہنٹروں سے بے درد ہو کر بے حد مارنا'' نہایت گناہ ہے۔

معاملہ۱۱۳: تلوار، چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ مت دو، یا تو بند کر کے یا زمین پر رکھ دو، دوسرا شخص

اپنے ہاتھ سے اٹھالے۔

معاملہ۱۱۴: کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔

معاملہ۱۱۵: واجبُ القتل کو ہاتھ، پاؤں کاٹ کر چھوڑنا کہ تڑپ تڑپ کر مرجاوے درست نہیں۔

معاملہ۱۱۶: پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لانا کہ اُن کے ماں باپ بے قرار ہوں، درست نہیں۔

معاملہ۱۱۷: جس کے جادو سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے اور وہ باز نہیں آتا، وہ گردن زدنی [گردن کاٹے جانے] کے لائق ہے۔

معاملہ۱۱۸: جو مجرم زنا اقراری ہو حتی الامکان اس کو ٹال دینا چاہیے، جب وہ برابر اپنے اقرار پر جمارہے اور چار بار اقرار کرلے اُس وقت سزا جاری کی جاوے۔

معاملہ۱۱۹: اگر ایسا اقراری مجرم اثنائے سزا میں اپنے اقرار کو واپس لے، چھوڑ دینا چاہیے۔

معاملہ۱۲۰: اگر حاملہ عورت پر جرمِ زنا ثابت ہو جب تک بچہ نہ جن لے، اور اگر کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ ہو تو جب تک دودھ نہ چھوٹ جاوے اُس وقت تک سنگسار نہ ہوگی۔

معاملہ۱۲۱: سزا پانے کے بعد مجرم کو طعن تشنیع وتحقیر کرنا بہت بُرا ہے۔

معاملہ۱۲۲: جو زانی مستحقِ تازیانہ [کوڑا] ہو اور بوجہ مرض کے سزا دینے میں مرجانے کا احتمال ہو تو صحت تک سزا موقوف رکھی جاوے۔

معاملہ۱۲۳: سزائیں دو قسم کی ہیں: ایک مُعیَّن، دوسری مُفَوَّض برائے حاکم [حاکم کو اختیار دیا ہوا] اوّل کو حد، دوسری کو تعزیر کہتے ہیں۔ حدود میں شریف، رذیل، وجیہ، ذلیل سب برابر ہیں اس میں کسی کی رعایت نہیں، تعزیر میں شریف، وجیہ آدمی سے چشم پوشی مناسب ہے اور صرف فہمائش کافی ہے۔

معاملہ۱۲۴: جھوٹے مقدّمے کی، یا جس کا سچّا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اُس مقدّمے کی پیروی یا کسی

قسم کی اعانت کرنا ممنوع ہے۔

معاملہ ۱۲۵: شراب کا استعمال دوا میں بھی ممنوع ہے۔

معاملہ ۱۲۶: چونکہ نشہ والی چیزوں کی خاصیّت ہے کہ تھوڑی سے زیادہ ہو جاتی ہے اس لیے اُس کے تھوڑے استعمال سے بھی ممانعت کی گئی۔

حکومت وانتظام مُلکی

معاملہ ۱۲۷: جو شخص خود حکومت کی درخواست کرے وہ قابلِ حکومت نہیں ہے وہ خود غرض ہے، جو اِس سے بھاگتا ہو وہ زیادہ عدل کرے گا اُس کو حکومت دینا سزاوار ہے۔

معاملہ ۱۲۸: سلطان کی اہانت کی اجازت نہیں۔

معاملہ ۱۲۹: حکّام کو بھی حکم ہے کہ رعایا سے نرم برتاؤ کریں، سختی نہ کریں۔

معاملہ ۱۳۰: حکّام کے پاس جا کر اُن کی خوشامد سے، اُن کی ہاں میں ہاں ملانا، اُن کو ظلم کے طریقے بتلانا، اُس میں اعانت کرنا سخت مذموم ہے۔

معاملہ ۱۳۱: حق بات کہہ دینے میں حکّام سے مت دبو۔

معاملہ ۱۳۲: حکّام کو مناسب نہیں کہ رعایا کے عیوب و جرائم کا بِلاضرورت تجسّس کریں:

کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود

معاملہ ۱۳۳: بِلاقصور کسی کو گھور کر دیکھنا جس سے ڈر جاوے جائز نہیں۔

معاملہ ۱۳۴: اگر حکّام ظلم کرنے لگیں ان کو بُرا مت کہو، سمجھ جاؤ کہ ہم سے حاکمِ حقیقی کی نافرمانی ہوئی ہے یہ اُس کی سزا ہے، اپنی حالت درست کرلو اللہ تعالیٰ حکّام کے قلوب کو نرم کردیں گے۔

معاملہ ۱۳۵: حاکم کا ایسی جگہ بیٹھنا جہاں نہ حاجت مند جا سکے، نہ کسی ذریعہ سے اپنی فریاد وہاں پہنچا سکے، جائز نہیں۔

معاملہ ۱۳۶: غصّے کی حالت میں حواس درست نہیں رہتے اس وقت مقدّمہ فیصل کرنا نہ چاہیے۔

معاملہ ۱۳۷: رشوت لینے کی سخت ممانعت ہے گو ہدیہ کے طور پر ہو۔

معاملہ ۱۳۸: جھوٹا دعویٰ، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم، جھوٹا انکار کسی کے حق کا یہ سب گناہ ہے۔

معاملہ ۱۳۹: اپنا حق ثابت کرنے کے لیے کوشش کرنا کوئی بُری بات نہیں بلکہ اس میں کاہلی کی راہ سے بیٹھ رہنا کم ہمتی قرار دی گئی ہے، اور باوجود کوشش کرنے کے ناکامی ہو اس کا زیادہ غم کرنا بھی بُرا ہے، سمجھ لے کہ حاکم حقیقی کو یہی منظور تھا۔

معاملہ ۱۴۰: قوی شُبہے میں حوالات کر دینے کی اجازت ہے۔

معاملہ ۱۴۱: سواری اور نشانہ بازی کی مشق کا حکم ہے۔

معاملہ ۱۴۲: گھوڑے کی دُم کے بال اور ایال [گردن کے بال] اور پیشانی کے بال مت کاٹو، دُم کے بال سے مکھی اڑاتا ہے، ایال سے اُسکو گرمی پہنچتی ہے، پیشانی کے بالوں میں برکت ہے۔

سفر

معاملہ ۱۴۳: راہ میں سواری کے جانور کو کہیں گھاس چرنے چھوڑ دیا کرو اور اگر خشکی کا زمانہ ہو اور گھاس نہ ہو تو راہ میں حرج مت کرو، جلدی منزل پر پہنچ کر اُس کے کھانے پینے کا انتظام کرو اور جہاں ٹھہرنا ہو سڑک کو چھوڑ کر ٹھہرو۔

معاملہ ۱۴۴: جہاں تک ممکن ہو سفر تنہا مت کرو۔

معاملہ ۱۴۵: جب کام ہو چکے جلدی اپنے ٹھکانے آ جاؤ، خواہ مخواہ سفر میں بے آرام مت رہو۔

معاملہ ۱۴۶: شب کے سفر میں منزل جلدی کٹتی ہے۔

معاملہ ۱۴۷: سفر میں مصلحت یہ ہے کہ رفیقوں میں سے ایک کو اپنا سردار بنالیں، شاید باہم کچھ تکرار، اختلاف ہو جاوے تو فیصلہ آسان ہے۔

معاملہ ۱۴۸: سالارِ قافلہ کو چاہیے کہ تمام مجمع کا خیال رکھے، کوئی چھوٹ تو نہیں گیا ہے، کسی کو سواری وغیرہ کی تکلیف تو نہیں ہے۔

معاملہ ۱۴۹: قافلہ جب منزل پر اترے تو متفرق نہ اترے، سب قریب قریب مل کر ٹھہریں، اگر کسی پر آفت آوے تو دوسرے مدد تو کر سکیں۔

معاملہ ۱۵۰: اگر بوجہ قلّت سواریوں کے ہمراہیوں میں باری مقرر ہو تو سب کو ہی انصاف کی رعایت ضروری ہے اپنے کو ترجیح نہ دے، قاعدہ مقررہ کے موافق سب کو عملدرآمد ضرور ہے گو سردار ہی کیوں نہ ہو۔

معاملہ ۱۵۱: اگر چلتے چلتے کوئی بات چیت کرنے کے لیے زیادہ ٹھہرنا ہو تو سواری سے اتر جانا چاہیے، اس پر بیٹھے بیٹھے گھنٹوں نہ باتیں کرتے رہیں اِس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، سواری قطع مسافت کے لیے موضوع ہے۔

معاملہ ۱۵۲: جب منزل پر پہنچو دوسرا کام پیچھے کرو پہلے جانور پر سے اسباب، زین وغیرہ جدا کرو۔

معاملہ ۱۵۳: اگر اللہ تعالیٰ فراغت کی سواری دے تو پیادہ چلنے والوں کو اس پر سوار کر دو، یہ نہیں کہ اُن کے پاؤں تو چھالے پڑ جاویں اور تم نام آوری کے لیے ان کو کوتل[1] لے چلو۔

معاملہ ۱۵۴: جب مقابلۂ غنیم [لڑائی] کے لیے سفر کرنا ہو حتی الامکان اُس کے پوشیدہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیے، لیکن اگر اظہار میں مصلحت ہو تو اظہار کر دینا چاہیے۔

معاملہ ۱۵۵: جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا اُن کو لڑنا منظور نہیں جیسے بچہ، عورت، بوڑھا، مزدور، خدمت گار، عالِم درویش کفار کا، اُن کو مقابلہ میں قتل کرنا منع ہے۔

معاملہ ۱۵۶: دشمن کو امن دے کر بدعہدی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

معاملہ ۱۵۷: ایلچی کو کبھی قتل نہ کرنا چاہیے۔

---

[1] امیروں کی خاص سواری کا گھوڑا۔

معاملہ ۱۵۸: اخفائے واردات جرم ہے۔

معاملہ ۱۵۹: جو شخص کافر رعایا پر ظلم کرے، یا اُس کے حقوق میں کمی کرے، یا اُس کو بے موقع تکلیف دے، یا اُس کی ناراضی سے اُس کی چیز لے جاوے تو رسول اللہ ﷺ قیامت میں اس پر دعویٰ دائر فرمائیں گے۔

معاملہ ۱۶۰: اگر جانور ذبح کرنا ہو تو چھری خُوب تیز کرو، اس کو ترسا کر مت مارو، گلا گھوٹنے میں جانور کو کس درجہ اذیت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرما دیا ہے۔

معاملہ ۱۶۱: کتّا ایذا پہنچانے والا جانور ہے، غریب پردیسی کی کیسی ٹانگ کاٹ لیتا ہے، اور اس میں ایک خصلت ایسی بُری ہے کہ قومی ہمدردی نہیں، اپنی ہی جنس کو دیکھ کر کس قدر ناراض ہوتا ہے، اِس وجہ سے بِلاضرورت اس کا پالنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

معاملہ ۱۶۲: جانوروں کو باہم لڑانا ''جیسے مرغوں، بکروں کو لڑاتے ہیں'' ممنوع کیا گیا۔

معاملہ ۱۶۳: اکثر اوقات شکار میں مشغول رہنا آدمی کو بیکار اور بدعقل کر دیتا ہے، اپنے ضروری کاموں سے جاتا رہتا ہے۔

آداب معاشرت وخوردونوش

ادب ۱: اگر سالن میں مکھی گر پڑے تو اُس کو غوطہ دے کر پھینک دو، پھر اگر دل چاہے کھانا کھاؤ، کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری دوسرے میں شفا ہے، زہریلے بازو کو اوّل ڈالتی ہے، دوسرے بازو کے ڈالنے سے اس کا تدارک ہو جاوے گا۔

ادب ۲: بِسْمِ اللّٰہِ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ، البتہ اگر اس برتن میں کھانے کی چیز کئی قسم کی ہے مثلاً کئی طرح کا پھل، میوہ، شیرینی، اُس وقت جو مرغوب ہو جس طرف سے چاہو اٹھالو۔

ادب ۳: جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں، اُس کو تین انگلی سے کھاؤ اور انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ہو بچے، تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو اِس سے برکت ہوتی ہے۔

ادب ۴: اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جاوے اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو، تکبّر مت کرو، یہ سرکاری نعمت ہے، ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔

ادب ۵: کھانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ، متکبّروں کی طرح تکیہ لگا کر مت کھاؤ۔

ادب ۶: اگر کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ ہیں سب آدھا آدھا پیٹ کھالو، یہ نہیں کہ ایک تو سیر ہو کر کھاوے دوسرا پیٹ پیٹتا پھرے۔

ادب ۷: کھجور، انگور، مٹھائی وغیرہ اِس قسم کی چیزیں اگر کئی آدمی مل کر کھاویں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اٹھاوے، دو دو ایک دم سے لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے۔

ادب ۸: پیاز لہسن خام، یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مجمع میں نہ جاؤ کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

ادب ۹: ''جنس'' روزانہ ناپ تول کر پکاؤ، زنانِ ہند کی طرح اندھا دُھند مت اٹھاؤ کہ آٹھ دن کی جنس چار ہی دن میں تمام ہو جاوے، لیکن بچے ہوئے کو مت ناپو تو لو اِس میں بے برکتی ہوتی ہے۔

ادب ۱۰: کھانے سے فارغ ہو کر اپنے رزّاق کا شکر بجالاؤ، اِسی طرح پانی پینے کے بعد۔

ادب ۱۱: کھانے کے قبل اور بعد بھی ہاتھ دھوؤ، کلی کرو۔

ادب ۱۲: بہت جلتا کھانا مت کھاؤ اِس سے نقصان ہوتا ہے۔

ادب ۱۳: مہمان کی خاطر داشت و مدارت کرو، ایک روز کسی قدر تکلّف کا کھانا کھلا دو، تین دن تک اُسکا حقِ مہمانی ہے، مہمان کو بھی زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر جم ہی جاوے کہ وہ تنگ آ جاوے۔

ادب ۱۴: کھانا سب مل کر کھاؤ اِس میں برکت ہوتی ہے۔

ادب ۱۵: جب کھانا کھا چکو تو پہلے دستر خوان اٹھوا دو، خود اس کو چھوڑ کر اٹھنا خلاف ادب ہے۔ اور اگر اپنے ساتھی سے پہلے کھا چکو تب بھی اُسکا ساتھ دو تھوڑا تھوڑا کھاتے رہو، کہیں تمہارے اٹھنے سے وہ بھوکا نہ اٹھ کھڑا ہو، اور اگر کسی وجہ سے اٹھنا ہی ضرور ہے تو اُس سے عذر کر دو۔

ادب ۱۶: مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سُنّت ہے۔

ادب ۱۷: پانی ایک سانس میں مت پیو تین سانس میں پیو، اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر لو اور پانی بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر پیو اور پی کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔

ادب ۱۸: مَشک سے منہ لگا کر پانی مت پیو، اسی طرح جو برتن ایسا ہو جس سے دفعۃً زیادہ پانی آ جانے کا احتمال ہے، یا یہ اندیشہ ہے کہ اس میں سے کوئی سانپ، بچھو نہ آ جاوے۔

ادب ۱۹: بِلاضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔

ادب ۲۰: چاندی، سونے کے برتن مین کھانا پینا حرام ہے۔

ادب ۲۱: پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو پہلے داہنے والے کو دو، پھر اُس کے داہنے والے کو، اِسی طرح دور ختم ہونا چاہیے۔

ادب ۲۲: کنارہ ٹوٹے برتن سے ٹوٹن (ٹوٹی ہوئی جگہ) کی طرف سے پانی مت پیو۔

ادب ۲۳: شام کے وقت بچوں کو باہر مت نکلنے دو، اور شب کو بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کے دروازے بند کرلو، اور بِسْمِ اللّٰہِ کرکے برتنوں کو ڈھانک دو، اور چراغ سوتے وقت گل کردو۔

ادب ۲۴: کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس لے جاؤ تو ڈھانک کرلے جاؤ۔

ادب ۲۵: سوتے وقت آگ کھلی مت چھوڑو، بجھادو یا اچھی طرح دبادو۔

پوشش وزینت

ادب ۲۶: مردوں کو ٹخنوں سے نیچے کُرتا، یا پائجامہ، یا لنگی پہننا ممنوع ہے، اسی طرح حریر یا زری کا کپڑا پہننا ممنوع ہے، البتہ چار انگشت چوڑی گوٹ، بیل وغیرہ جائز ہے اِس سے زیادہ ممنوع ہے۔

ادب ۲۷: ایک جوتی پہن کر مت چلو، سر سے پاؤں تک ایک کپڑے کے اندر مت لپٹ جاؤ کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں تکلیف ہو، جس طرح بعضے موسم سردی میں رزائی میں لپٹ جاتے ہیں، ایسی وضع سے کپڑا مت پہنو کہ اٹھتے بیٹھتے ستر کھل جاوے۔

ادب ۲۸: کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین پہلے پہنو **علی ھذا**۔

ادب ۲۹: کپڑا پہن کر اپنے مولیٰ کا اِس طرح شکریہ ادا کرنے سے بہت سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

ادب ۳۰: امیروں کے پاس زیادہ بیٹھنے سے دنیا کی ہوس بڑھتی ہے، عُمدہ پوشاک کی فکر ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جاوے اُس کو پرانا نہ سمجھے۔

ادب ۳۱: کپڑے میں نہ اس قدر زینت واہتمام کرے کہ انگشت نما ہونے لگے کہ ریا اور تکبّر ہے، اور نہ بالکل بدحیثیت، میلا، گندا رہے کہ نعمت کی ناشکری ہے، سادگی کے ساتھ توسّط رکھے۔

ادب ۳۲: اپنی وضع کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع و پوشش سے ایسی نفرت ہونا چاہیے جیسا کہ مرد کو انگیا [سینہ بند] لہنگے کے پہننے سے جو کہ عورتوں کی وضع ہے۔

ادب ۳۳: عورت کو باریک کپڑا پہننا گویا ننگا پھرنا ہے۔

ادب ۳۴: اگر تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۵: مرد کو سونے کی انگشتری پہننا حرام ہے، البتہ چاندی کی انگشتری کا مضائقہ نہیں مگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہونی چاہیے۔

ادب ۳۶: جوتے کئی کئی جوڑے رکھا کرو اِس میں بہت سی مصلحتیں ہیں، داہنے پاؤں میں اول پہنو اور اتارنے میں پہلے بائیں سے اتارو۔

ادب ۳۷: جوتا پہننے میں اگر ہاتھ سے کام لینا پڑے مثلاً تنگ ہے، یا تسمہ وغیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو۔

ادب ۳۸: جہاں جوتا چوری ہو جانے کا ڈر ہو تو اٹھا کر اپنے پاس رکھو۔

ادب ۳۹: یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں: ختنہ کرنا، لبیں کٹانا، زیر ناف بال (کاٹ) لینا، ناخن کٹانا، بغل کے بال (کاٹ) لینا، اور چالیس روز سے زیادہ بال و ناخن کو چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

ادب ۴۰: سفید بالوں میں خضاب کرنا مستحب ہے، مگر سیاہ خضاب سے ممانعت آئی ہے۔

ادب ۴۱: مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس اور شکل وصورت بنانا حرام ہے۔

ادب ۴۲: کسی کے بال ملا کر اپنے بال بڑھانا اور بدن گودنا حرام ہے، اور موجب لعنت ہے۔

ادب ۴۳: کُسُم [سرخ رنگا ہوا کپڑا] اور زعفران کا رنگا کپڑا پہننا مرد کے لیے ممنوع ہے۔

ادب ۴۴: داڑھی کٹانا ''جب مٹھی سے زائد نہ ہو'' منع ہے، البتہ اگر ایک آدھا بال بڑھا ہوا ہو اُس کو برابر کرنے میں مضائقہ نہیں۔

ادب ۴۵: اگر سر پر بال ہوں تو اُن کو دھوتے رہو، کنگھی کرتے رہو، تیل لگا لیا کرو اسی طرح داڑھی، مگر ہر وقت کنگھی چوٹی پر رہنا واہیات بات ہے۔

ادب ۴۶: لڑکوں کا سر مُنڈا دینا بال رکھنے سے بہتر ہے۔

ادب ۴۷: عورت کے لیے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو مہندی لگائے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کو لگا لے۔

ادب ۴۸: سُرمہ سوتے وقت تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں لگا لیا کرو۔

ادب ۴۹: گھر کو صاف رکھو بلکہ گھر کے رُوبہ رُو بھی خس وخاشاک جمع مت کرو۔

ادب ۵۰: کبھی کبھی عطر مل لیا کرو۔

ادب ۵۱: تصویر گھر میں مت رکھو۔

ادب ۵۲: چوسر، گنجفہ[1] شطرنج وغیرہ کھیلنا، کبوتر اڑانا، راگ باجے میں مشغول رہنا یہ سب ممنوع ہے۔

آدابِ طِب

ادب ۵۳: دوادارو [علاج معالجہ] کرنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی ہے۔

ادب ۵۴: مریض کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔

ادب ۵۵: حرام چیز کو دوا میں استعمال مت کرو۔

ادب ۵۶: خلافِ شرع تعویذ، گنڈا، ٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو۔

ادب ۵۷: نظر بد اگر لگ جاوے، جس کی نظر لگنے کا احتمال ہو اُس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موضع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو، جس کو نظر لگی اِن شاء اللہ شفا ہو جاوے گی۔

---

[1] ایک قسم کا کھیل جس میں ۹۶ گول پتے ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی۔

ادب ۵۸: حتی الامکان معدے کی اصلاح وحفاظت کا اہتمام کرو، تمام بدن درست رہتا ہے اور اگر معدے میں بگاڑ ہوتو تمام بدن میں بیماری ہو جاتی ہے۔

ادب ۵۹: جن بیماریوں سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے جو شخص اِن امراض میں مبتلا ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے تا کہ اُن کو تکلیف وایذا نہ پہنچے۔

ادب ۶۰: بدشگونی [بدفالی] وغیرہ کا ماننا ایک قسم کا شرک ہے۔

ادب ۶۱: نجوم ورمل اور ہمزاد کا عمل سب چیزیں ایمان کو تباہ کرنے والی ہیں۔

آداب خواب

ادب ۶۲: اگر وحشت ناک خواب نظر آوے تو بائیں طرف تین بار تُھتکار دو اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو، اور جس کروٹ پر لیٹے ہو اُس کو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو اِنْ شاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہ ہوگا۔

ادب ۶۳: اگر خواب کہنا ہو ایسے شخص سے کہو جو عاقل ہو، یا دوست ہو تا کہ بُری تعبیر نہ دے، کیوں کہ اکثر تعبیر کے موافق ہو جاتا ہے۔

ادب ۶۴: جھوٹا خواب کبھی مت بناؤ بڑا سخت گناہ ہے۔

آداب سلام

ادب ۶۵: باہم سلام کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

ادب ۶۶: سلام میں جان پہچان والوں کی تخصیص مت کرو جو مسلمان مل جاوے اس کو سلام کرو۔

ادب ۶۷: سوار کو چاہیے کہ پیادے کو سلام کرے، اور چلنے والا بیٹھنے والے کو، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو، اور کم عمر زیادہ عمر والے کو۔

ادب ۶۸: جو شخص ابتدا بالسلام کرتا ہے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ادب ۶۹: اگر کئی شخصوں میں سے ایک شخص سلام کرے سب کی طرف سے کافی ہے، اسی طرح کئی شخصوں میں سے ایک شخص جواب دیدے بس ہے۔

آداب استیذان [اجازت مانگنے کے آداب]

ادب ۷۰: اگر کسی سے ملنے جاؤ تو بِدُون اطلاع و اجازت کے اُسکے مکان میں مت جاؤ اگرچہ وہ مکان مردانہ ہو، اور تین بار پکارنے سے اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ اِسی طرح اپنے گھر کے اندر بھی بے کارے اور بے بلائے مت جاؤ شاید کوئی بے پردہ ہو، البتہ اگر کوئی شخص مجلسِ عام میں بیٹھا ہے اُسکے پاس جانے کے لیے اجازت لینے کی حاجت نہیں۔

ادب ۷۱: اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون تو یوں مت کہو کہ میں ہوں، بلکہ اپنا نام بتلاؤ کہ زید ہے مثلاً۔

آداب مصافحہ ومعانقہ وقیام

ادب ۷۲: مصافحہ کرنے سے دل صاف ہوجاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

ادب ۷۳: محبّت سے معانقہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں، البتہ بشہوت حرام ہے۔

ادب ۷۴: کسی بزرگ یا معزز آدمی کے آنے کے وقت تعظیماً کھڑا ہونے میں مضائقہ نہیں مگر اُس کے بیٹھنے سے بیٹھ جانا چاہیے، یہ کفار کی مشابہت ہے کہ سردار بیٹھا رہے اور سب حشم وخدام دست بستہ کھڑے رہیں، یہ تکبّر کا شعبہ ہے، البتہ جہاں زیادہ بے تکلفی ہو اور بار بار اٹھنے سے ان بزرگ کو تکلیف ہوتی ہو تو نہ اٹھے۔

بیٹھنا، لیٹنا، چلنا

ادب ۷۵: ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اس طرح لیٹنا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے، البتہ اگر بدن

نہ کھلے تو مضائقہ نہیں۔

ادب ۷۶: بَن ٹھن کر اِتراتے ہوئے مت چلو۔

ادب ۷۷: چارزانو بیٹھنا اگر براہ تکبّر نہ ہوتو مضائقہ نہیں۔

ادب ۷۸: الٹے مت لیٹو۔

ادب ۷۹: ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو۔

ادب ۸۰: کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں مت بیٹھو۔

ادب ۸۱: عورت اگر بضرورت باہر نکلے تو سڑک کے کنارہ کنارہ چلے، بیچ میں نہ چلے۔

آداب مجلس

ادب ۸۲: بے ضرورت لب سڑک مت بیٹھو اور اگر بہ ضرورت سر راہ بیٹھنا ہوتو اِن اُمور کا لحاظ رکھو:

نامحرم کو مت دیکھو، کسی راہ چلنے والے کو تکلیف مت دو، نہ اس کا راستہ تنگ کرو، جو شخص سلام کرے اس کا جواب دو، نیک بات بتلاتے رہو، بُری بات سے منع کرتے رہو، اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو اٹھ کر مدد کرو، کوئی راہ بھول گیا ہو اُس کو راہ بتلا دو، اگر کسی کو سوار ہونے میں یا اسباب لادنے میں مُعِین [مددگار] کی ضروت ہو اُس کی مدد کرو۔

ادب ۸۳: کسی کو اُس کی جگہ سے اٹھا کر خود اُس کی جگہ مت بیٹھو۔

ادب ۸۴: جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جاوے اور پھر جلدی آ کر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جگہ اسی کا حق ہے دوسرے شخص کو وہاں نہ بیٹھنا چاہیے۔

ادب ۸۵: صدرِ مجلس کو مناسب ہے کہ اگر کسی ضرورت سے مجلس سے اٹھنا ہو اور پھر آ کر بیٹھنا منظور ہوتو اٹھتے وقت کوئی چیز رومال، عمامہ وغیرہ وہاں چھوڑ دے تاکہ حاضرین کو معلوم ہو جاوے۔

ادب ۸۶: جو دو شخص قصداً مجلس میں ایک جگہ بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے مت بیٹھو۔

ادب ۸۷: جو شخص تم سے ملنے آوے تم کو چاہیے کہ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ گو مجلس میں گنجائش ہو، اِس میں اُس کا اکرام ہے۔

ادب ۸۸: نہ کسی کی پشت کی طرف بیٹھو، نہ کسی کی طرف پشت کر کے بیٹھو۔

ادب ۸۹: جب مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ، یہ نہیں کہ تمام حلقے کو پھاند کر ممتاز جگہ پہنچو۔

ادب ۹۰: چھینکنا راحت بخش چیز ہے، بعد چھینکنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے، سننے والا یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے، پھر چھینکنے والا اس کو کہے: یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ.

ادب ۹۱: جب کسی کو کثرت سے چھینک آنا شروع ہوں پھر یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہنا ضروری نہیں۔

ادب ۹۲: جب چھینک آوے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لے اور پست آواز سے چھینک لے۔

ادب ۹۳: جمائی کو حتی الامکان روکنا چاہیے، اور اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لینا چاہیے۔

ادب ۹۴: بہت زور سے مت ہنسو۔

ادب ۹۵: مجلس میں ناک بھویں چڑھا کر مت بیٹھو، حاضرین سے ہنستے بولتے رہو، ان میں ملے جلے رہو، جس قسم کی باتیں ہوں ان میں شریک رہو بشرطیکہ خلافِ شرع کوئی بات نہ ہو۔

آدابِ متفرقہ

ادب ۹۶: مسلمان کے مسلمان پر یہ حقوق ہیں: جب ملے سلام کرو، پکارے تو جواب دو، دعوت کرے تو قبول کرو، اور چھینکے تو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہو جب کہ اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا ہو، بیمار ہو جائے تو عیادت کرو، مر جائے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ، اور جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اُس کے لیے پسند کرو۔

ادب ۹۷: خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو۔

ادب ۹۸: لکھتے لکھتے اگر مضمون سوچنے لگو قلم کان میں رکھ لیا کرو، اِس سے مضمون خُوب یاد آتا ہے۔

ادب ۹۹: اپنے چھوٹے بچوں سے پیار محبت کرنے میں بھی ثواب ہے۔

ادب ۱۰۰: دوسرے شخص کے کپڑے سے ہاتھ مت پونچھو، البتہ اگر اس کو ناگوار نہ ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً وہ تمہارا ہی دیا ہوا کپڑا پہن رہا ہے ایسی صورت میں غالباً اس کو ناگوار نہ ہوگا۔

ادب ۱۰۱: مجلس میں کسی کی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

ادب ۱۰۲: جس سے ملو کُشادہ رَوی [خوش اخلاقی] سے ملو بلکہ تبسم مناسب ہے تاکہ وہ خوش ہوجاوے۔

ادب ۱۰۳: سب سے اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔

ادب ۱۰۴: نہ ایسا نام رکھو جس سے فخر ودعویٰ پایا جاوے، نہ ایسا جس کے بُرے معنی ہوں۔

ادب ۱۰۵: بندۂ حسن، بندۂ حسین وغیرہ نام مت رکھو۔

ادب ۱۰۶: زمانے کو بُرا مت کہو، کیونکہ زمانہ تو کچھ نہیں کرسکتا، وہ بات نَعُوْذُ بِاللّٰہِ! اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

ادب ۱۰۷: افواہی باتوں کی حکایت کرتے وقت اکثر کہا جاتا ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں اور سننے والا اس کو معتبر خبر جانتا ہے، اِس لیے اِس کہنے سے ممانعت آئی ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں، غرض بِلا سند بات نہ کہے۔

ادب ۱۰۸: یوں نہ کہو کہ اگر خُدا چاہے اور فلانا شخص چاہے، یا یہ کہ اوپر خُدا نیچے تم، بلکہ یوں کہو کہ اگر خُدا چاہے پھر فلانا چاہے۔

ادب ۱۰۹: فسّاق وفجّار کے لیے زیادہ تعظیمی الفاظ مت کہو۔

ادب ۱۱۰: بُرا شعر کہنا تو برا ہی ہے، مباح اشعار میں بھی اِس قدر مشغولی بُری ہے جس سے دین ودنیا کی ضروریات میں حرج ہونے لگے اور اِسی کی دُھن ہو جاوے۔

ادب ۱۱۱: باتیں بہت تکلّف سے چبا چبا کر مت کرو، نہ کلام میں زیادہ مبالغہ کرو۔

ادب ۱۱۲: اپنے وعظ پر خود عمل نہ کرنے کا بڑا وبال ہے۔

ادب ۱۱۳: کلام میں توسط کا لحاظ رکھے، نہ اِس قدر طول کرے کہ لوگ گھبرا جاویں، نہ اس قدر اختصار کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آوے۔

ادب ۱۱۴: جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اُس کی آواز نہ پڑے، اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے رُو بہ رُو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے، کیونکہ عورتیں رقیق القلب [نرم دل والی] ہوتی ہیں، ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

ادب ۱۱۵: گانے بجانے کا شغل قلب کو خراب کر دیتا ہے، کیونکہ نفوس میں خبث غالب، اور گانے بجانے سے کیفیت موجودہ کو حرکت وقوت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ مقدّمہ حرام کا حرام ہے۔

حفظِ لسان

ادب ۱۱۶: مزن بے تامل بگفتار دم نگوگوئی گر بدگوئی چہ غم

بعض اوقات سرسری طور پر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ جہنّم میں لے جاتی ہے، جب سوچ کے بولو گے اِس آفت سے محفوظ رہو گے۔

ادب ۱۱۷: کسی کو فاسق، کافر، ملعون، خُدا کا دشمن، بے ایمان مت کہو، اگر وہ شخص ایسا نہ ہوگا تو یہ سب چیزیں لوٹ کر کہنے والے پر پڑیں گی، اسی طرح یہ کہنا کہ فلانے پر خُدا کی مار، خُدا کی پھٹکار، خُدا کا غضب پڑے، یا دوزخ نصیب ہو، خواہ کسی آدمی کو کہا جاوے، یا جانور کو، یا کسی بے جان چیز کو۔

ادب ۱۱۸: اگر کوئی تم کو سخت کلمہ کہے اسی قدر تم بھی کہہ سکتے ہو، اور زیادتی کرنے میں پھر تم گناہ گار ہوگے۔

ادب ۱۱۹: اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے لوگوں میں بڑی غفلت ہے، گناہوں پر بڑی جرأت ہے، ونحو ذلك. اگر یہ بات تأسفاً وشفقتاً کہی جاوے مضائقہ نہیں، اور اگر براہ خود پسندی وخود بینی کہا جاوے تو یہ اول اسی الزام کا مورد ہے جو اوروں پر عائد کررہا ہے۔

ادب ۱۲۰: دورویہ پن کبھی مت کرو کہ جیسوں میں گئے ویسی ہی باتیں بنانے لگے، بقول شخصے جمنا پر گئے جمنا داس، گنگا پر گئے گنگا داس۔

ادب ۱۲۱: چُغل خوری ہرگز مت کرو۔

ادب ۱۲۲: سچ بولو، جھوٹ ہرگز مت بولو، البتہ دو شخصوں میں مصالحت کرانے کے لیے جھوٹ بولنے کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۱۲۳: کسی کے منہ پر خوشامد سے اُسکی تعریف مت کرو، اِسی طرح غائبانہ بھی تعریف کرنا ہو تو اس میں مبالغہ اور یقینی دعویٰ مت کرو، کیونکہ حقیقتِ حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، بلکہ یوں کہو کہ میرے علم میں فلاں شخص ایسا ہے اور یہ بھی اس وقت کہو جب اس کو اپنے علم میں ویسا ہی سمجھتے بھی ہو۔

ادب ۱۲۴: غیبت کبھی مت کرو، اس سے علاوہ گناہ کے دنیوی طرح طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں، اور حقیقت غیبت کی یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اُس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو، اگرچہ وہ بات اسی کے اندر موجود ہی ہو اور اگر وہ بات اُس میں نہیں ہے تو وہ غیبت سے بھی بڑھ کر بہتان ہے۔

ادب ۱۲۵: اگر اتفاقاً غلبہ نفس وشیطان سے کوئی معصیت سرزد ہو جاوے تو اسکو گاتے مت پھرو۔

ادب ۱۲۶: بحث ومباحثہ میں کسی سے مت اُلجھو، جب دیکھو کہ مخاطب حق بات نہیں مانتا

خاموش ہو جاؤ اور ناحق سخن پروری [ہٹ دھرمی] تو بہت ہی بُری ہے۔

ادب ۱۲۷: محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی باتیں بنانے کی عادت مت ڈالو۔

ادب ۱۲۸: جس کلام سے نہ کوئی دنیوی فائدہ ہو، نہ دینی اُس کو زبان سے مت نکالو۔

ادب ۱۲۹: اگر کسی شخص سے کوئی گناہ خطا ہو جاوے اُس کو دلسوزی سے نصیحت کرنا تو اچھی بات ہے، مگر محض اُس کی تحقیر کی غرض سے ملامت کرنا، عار دلانا بُری بات ہے، ڈرنا چاہیے کہیں ناصح صاحب اِسی بَلا میں نہ مبتلا ہو جائیں۔

ادب ۱۳۰: غیبت جیسے زبان سے ہوتی ہے اِسی طرح کسی کی نقل اتارنے سے بھی، بلکہ یہ زیادہ قبیح ہے مثلاً آنکھ دبا کر دیکھنا، لنگڑا کر چلنا۔

ادب ۱۳۱: زیادہ مت ہنسو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے یعنی اِس میں قساوت وغفلت آ جاتی ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔

ادب ۱۳۲: جس شخص کی غیبت ہو چکی ہو اور اُس سے کسی وجہ سے معاف کرانا دشوار ہو تو ہارے درجے [مجبوراً] اُس کا علاج یہ ہے کہ اُس شخص کے لیے اور اُس کے ساتھ اپنے لیے استغفار کرو، اس طرح اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ.

ادب ۱۳۳: جھوٹا وعدہ مت کرو حتی کہ بچے کے بہلانے کو بھی جھوٹ مت کہو کہ تجھ کو مٹھائی دیں گے، بسکٹ دیں گے، اگر کہو تو دینے کی نیت رکھو۔

ادب ۱۳۴: کسی کا دل خوش کرنے کے لیے خوش طبعی کرنا مضائقہ نہیں، مگر اس میں دو اَمر کا لحاظ رکھو: ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو، دوسرے یہ کہ اُس شخص کا دل آزردہ مت کرو یعنی اگر وہ بُرا مانتا ہے تو ہنسی مت کرو۔

ادب ۱۳۵: حسب نسب یا اور کسی کے مال پر شیخی مت بھگارو۔

حقوق وخدمت

ادب ۱۳۶: ماں باپ کی خدمت کرو گو وہ کافر ہی ہوں، اور اُن کی اطاعت بھی کرو جب تک کہ خُدا اور رسول کے خلاف نہ کہیں۔

ادب ۱۳۷: کسی کے ماں باپ کو بُرا کہنا جس کے جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو بُرا کہے گویا خود اپنے ماں باپ کو بُرا کہنا ہے۔

ادب ۱۳۸: والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیے کہ بعد اُن کے انتقال کے اُن کے ملنے والوں سے سلوک واحسان کیا جاوے۔

ادب ۱۳۹: اعزّہ واقارب سے سلوک کرو اگرچہ وہ تم سے بدسلوکی کریں۔

ادب ۱۴۰: ادائے حقوق کے لیے اپنے سلسلہ قرابت کی تحقیق کرلو۔

ادب ۱۴۱: خالہ کا حق بھی مثل ماں کے ہے۔

ادب ۱۴۲: اگر ماں باپ ناخوش مرگئے ہوں تو اُن کے لیے ہمیشہ دعا واستغفار کرتے رہو، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اُن کو رضامند کردیں گے۔

ادب ۱۴۳: چچا کا حق مثل باپ کے ہے۔

ادب ۱۴۴: بڑے بھائی کا حق مثل باپ کے ہے۔

ادب ۱۴۵: یوں تو اولاد کی پرورش کا ثواب ہی ہے، مگر لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے۔

ادب ۱۴۶: جو کما کما کر بیواؤں اور غریبوں کی خبر گیری کرے اُسکو جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ادب ۱۴۷: یتیم خواہ اپنا ہو یا غیر ہو اُس کی کفالت سے سرکار نبوی علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کی معیّت بہشت میں نصیب ہوگی۔

ادب ۱۴۸: اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو علم ولیاقت سکھلاؤ۔

ادب ۱۴۹: پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو، بلکہ جس قدر ہو سکے نفع پہنچاؤ۔

ادب ۱۵۰: ایک دوسرے کی اس طرح ہمدردی کرو:

چوں عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضو ہارا نماند قرار

ادب ۱۵۱: حاجت مند کی کار برآری [کام آنے] میں حتی الامکان سعی کرو، اگر خود استطاعت نہ ہو کسی سے سفارش ہی کردو بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کرتے ہو اُس کو کوئی ضرر یا تکلیف نہ ہو۔

ادب ۱۵۲: ظالم کی خیر خواہی اِس طرح کرو کہ اُس کو ظلم سے باز رکھو اور مظلوم کی نصرت تو بہت ہی ضروری ہے۔

ادب ۱۵۳: کسی کا عیب دیکھو تو اُس کو پوشیدہ کرو، گاتے مت پھرو۔

ادب ۱۵۴: کسی کو سختی، تنگی میں مبتلا دیکھو تو حتی الامکان اُس کی مدد کرو۔

ادب ۱۵۵: کسی کو حقیر مت سمجھو، کسی کی جان و مال و آبرو کا نقصان مت گوارا کرو۔

ادب ۱۵۶: کسی کو دکھ مت دو۔

ادب ۱۵۷: جو بات اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لیے پسند کرو۔

ادب ۱۵۸: جس جگہ صرف تین آدمی ہوں، دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں، وہ یہی سمجھے گا کہ میرے بارے میں کچھ کہتے سنتے ہوں گے، اِس سے اُس کو رنج ہوگا، اگر ایسی ہی کوئی ضروری بات کہنا ہے تو ایک اور شخص کو کہیں سے بُلالیں، یہ دونوں علیحدہ ہو جاویں، وہ دونوں علیحدہ۔

ادب ۱۵۹: سب کی خیر خواہی کرو۔

ادب ۱۶۰: مخلوق پر رحم وشفقت رکھو۔

ادب ۱۶۱: چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کی تعظیم کرو، خصوصاً بوڑھوں کی۔

ادب ۱۶۲: اگر تمہارے رُوبہ رُو کسی کی غیبت ہوتی ہو تو حتی الامکان اِس سے روکو، اُس کی طرف سے جواب دو۔

ادب ۱۶۳: کسی میں کوئی عیب دیکھو بہ لطف ونرمی اُس کو مطلع کرو، ورنہ دوسرا شخص اُس کو دیکھ کر اس کو رسوا کرے گا۔

ادب ۱۶۴: اپنے دوستوں سے اور رفیقوں سے اچھی طرح پیش آؤ۔

ادب ۱۶۵: ہر شخص کے رتبے کے موافق اُسکی قدر ومنزلت کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔

ادب ۱۶۶: بڑی سنگدلی کی بات ہے کہ تم پیٹ بھر کر بیٹھ رہو اور تمہارا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔

ادب ۱۶۷: غرض کی دوستی بالکل ہیچ ہے، محض اللہ کے واسطے بے غرض دوستی ومحبّت رکھو۔

ادب ۱۶۸: جس شخص سے تم کو محبّت ہو اُس کو بھی خبر کردو اِس سے اُس کو بھی محبّت ہو جاتی ہے، اور اُس کا نام ونشان ونسب بھی دریافت کرلو اِس سے محبّت اور بڑھ جاتی ہے۔

ادب ۱۶۹: جس سے دوستی کرنا ہو اُس کا دِین، وضع وخیالات اول دریافت کرلو، ورنہ اثرِ صحبت سے کہیں تم بھی نہ بگڑ جاؤ۔:

۱۷۰: اگر اتفاقاً کسی سے رنجش ہو جاوے تو تین دن تک غصّہ ختم کردو، پھر اس سے مل جاؤ، اِس سے زیادہ بول چال چھوڑ دینا گناہ ہے اور جو پہلے ملاقات کرے گا اُس کو زیادہ ثواب ملے گا۔

ادب ۱۷۱: کسی پر بدگمانی مت کرو، کسی کا عیب مت ڈھونڈو، باہم حسد مت کرو، بغض مت رکھو، قطع تعلّق مت کرو، حرصا حرصی مت کرو، سب بھائی بن کر رہو۔

ادب ۱۷۲: اگر دو شخصوں میں رنجش ہو جاوے تو اصلاح کردیا کرو۔

ادب ۱۷۳: اگر تم سے کوئی معذرت کرے اور معافی چاہے اُس کا قصور معاف کردو۔

ادب ۱۷۴: جو کام کرو سوچ سمجھ کر، انجام دیکھ کر اطمینان سے کرو، جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں مگر ع

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ادب ۱۷۵: دانا اُس کو سمجھو جو تجربہ کار ہو۔

ادب ۱۷۶: ہر اَمر میں توسط ملحوظ رکھو۔

ادب ۱۷۷: تم سے کوئی مشورہ لے وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتے ہو۔

ادب ۱۷۸: کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے، لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے، اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے۔

ادب ۱۷۹: لوگوں سے نرمی وخوش خُلقی سے پیش آؤ۔

ادب ۱۸۰: لوگوں سے ملنا اور اُن کے کام آنا اور اُن کی ایذا پر صبر واستقلال کرنا اس سے بہتر ہے کہ گوشۂ عافیت میں اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے اور کسی کے کام نہ آوے، البتہ اگر نفس کو بالکل برداشت نہ ہو تو لاچاری ہے۔

ادب ۱۸۱: غصّے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔

ادب ۱۸۲: تواضع سے رہو، تکبّر ہرگز مت کرو۔

ادب ۱۸۳: لوگوں سے اپنا کہا سنا، لیا دیا معاف کرالو، ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔

ادب ۱۸۴: دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتے رہو، بُری باتوں سے منع کرتے رہو، البتہ اگر قبول کرنے کی اُمید بالکل نہ ہو، یا یہ اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو سکوت جائز ہے مگر دل سے بُری بات کو بُرا سمجھتے رہو۔

سلوک ومقامات

اس میں چند باب اور ایک فائدہ ہے، فائدہ جلیلہ صحتِ طریقۂ اہلِ تصوف کے بیان میں، اوّل تو اوپر کی تقریر سے اِس طریق کی صحت معلوم ہوچکی ہے، مگر چونکہ اکثر خشک مزاج اِس طریق سے انکار کیا کرتے ہیں اس لیے زیادت تقویت وتائید کے لیے بالاستقلال مختصراً مذکور ہوتا ہے:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدِّثُوْنَ وَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ.

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾[1]

بعض عارفین کا قول ہے کہ جس کو علمِ باطن سے کچھ بھی حصّہ میسّر نہ ہو اُس کا خاتمہ بُرا ہونے کا اندیشہ ہے، اور ادنیٰ حصّہ یہ ہے کہ اُس کی تصدیق اور تسلیم تو کرتا ہو، منکر کی یہ کافی سزا ہے کہ وہ اِس سے محروم ہے:

بامدعی مگوئید اسرار عشق و مستی بگذارتا بمیرد در رنج خود پرستی

یہ خلاصہ ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ.[2] اِس کے بعد ایمان واسلام کو ارشاد فرمایا، اِس سے معلوم ہوا کہ علاوہ عقائد ضروریہ واعمال ظاہرہ کے کوئی اور

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پس سمجھا دیا ہم نے وہ واقعہ سلیمان علیہ السلام کو۔ (انبیاء:۷۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: بہ تحقیق گذرے ہیں تم سے پیشتر اُمتوں میں صاحبِ الہام، پس اگر ہے میری اُمت میں کوئی تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (متفق علیہ، بخاری، رقم:۳۴۸۶) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور سکھلایا ہم نے اپنے پاس سے اُنکو علم۔ (کہف:۶۵)

[2] فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اِس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اُس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو وہ تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ (مسلم، رقم:۸، ۹، ۱۰)

چیز بھی ہے، اُس کا نام اِس حدیث میں احسان آیا ہے اور اُس کی حقیقت بیان فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ یہی طریق باطن ہے، کیونکہ بِدُون اِس طریق کے ایسی حضوری ہرگز میسّر نہیں ہوتی اور لاکھوں معتبر آدمیوں کی شہادت موجود ہے جس کے غلط ہونے کا عقل کو احتمال نہیں ہوسکتا کہ ہم کو اہلِ باطن کے پاس بیٹھنے سے ایک نئی حالت اپنے باطن میں عقائد و فقہ کے علاوہ محسوس ہوتی ہے جو پہلے نہ تھی، اور اِس حالت کا اثر یہ ہے کہ طاعت کی رغبت اور معاصی سے نفرت، عقائد کی پختگی روز افزوں [روزانہ ترقی] ہے۔ یہ بھی نہایت قوی دلیل ہے کہ طریق باطن بھی کوئی چیز ہے، اِس کے علاوہ بزرگوں کے کشف و کرامات اِس درجہ منقول ہیں کہ جس کی انتہا نہیں اگرچہ یہ کوئی قوی دلیل نہیں، مگر استقامت شرع کے ساتھ اگر خرقِ عادات [عادت کے خلاف] ہوں تو صاحبِ خوارق کے کامل ہونے پر اطمینان بخش ضرور ہوتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا، بہرحال ہمت کا مقتضا تو یہ ہے کہ صاحبِ ذوق بنو، اگر اتنی توفیق نہ ہو تو خُدا کے لیے انکار تو نہ کرو۔

پہلا باب- بیعت میں

عادۃُ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ کوئی کمالِ مقصود بِدُون استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ میں آنے کی توفیق ہو استادِ طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیے جس کے فیضِ تعلیم و برکتِ صحبت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچے۔

گر ہوائے این سفر داری دلا — دامن رہبر بگیرو پس برآ
درارادت باش صادق اے فرید — تا بیابی گنج عرفاں را کلید
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق — عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق!

چونکہ بِدُون علامت تلاش ممکن نہیں، اِسلیے اِس مقام پر شیخِ کامل کے شرائط و علامات مرقوم ہوتے ہیں۔

اول: علمِ شریعت سے بقدرِ ضرورت واقف ہو، خواہ تحصیل سے یا صحبتِ علما سے تا کہ فسادِ عقائد

واعمال سے محفوظ رہے اور طالبین کو بھی محفوظ رکھ سکے، ورنہ مصداق ''او خویشتن گم است کرا رہبری کند'' کا ہوگا۔

دوم: متّقی ہو، یعنی ارتکابِ کبائر واصرار علی الصغائر[۱] سے بچتا ہو۔

سوم: تارکِ دنیا راغبِ آخرت ہو، ظاہری باطنی طاعات پر مداومت رکھتا ہو ورنہ طالب کے قلب پر بُرا اثر پڑے گا۔

چہارم: مریدوں کا خیال رکھے کہ کوئی اَمر اُن سے خلافِ شریعت وطریقت ہو جاوے تو اُن کو متنبہ کرے۔

پنجم: یہ کہ بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہو، اُن سے فیوض و برکات حاصل کیے ہوں، اور یہ ضروری نہیں کہ اس سے کرامات وخوارق بھی ظاہر ہوتے ہوں، نہ ضروری ہے کہ تارکِ کسب ہو، دنیا کا حریص وطامع نہ ہو۔ اتنا کافی ہے[۲] اور باقی متعلقات اس کے مثلاً: آدابِ طالب وشیخ وحکمِ تعدد شیوخ وغیرہ ''مسائل جزئیہ'' میں بیان کیے جاویں گے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے علاوہ بیعتِ اسلام وغزوہ وغیرہ کے مقاماتِ سلوک کی بیعت بھی لی ہے۔ **کَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَاَنْ لَّایَخَافُوْا فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاَنْ لَایَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا**[۳] پس اسکے سُنّت ہونے میں کوئی شک نہیں، بعدہ بوجہ اشتباہ بیعتِ خلافت کے سلف نے صحبت پر اکتفا فرمایا، پھر خرقہ کی رسم بجائے بیعت جاری ہوئی، جب وہ رسم خلفا میں نہ رہی صوفیہ نے اِس سُنّت مردہ کو پھر زندہ کیا[۴] رہی ابتدا اِس لقب صوفی کی، سو خیر القرون میں تو صحابی، تابعی، تبع تابعی امتیازِ اہلِ حق کے لیے کافی القاب تھے، پھر خواص کو زہاد کہنے لگے، اس وقت اہلِ حق نے امتیاز کے لیے صوفی کا لقب اختیار کیا اور دوسری صدی کے اندر اِس لقب کی شہرت ہوگئی[۵]

---

[۱] بڑے گناہوں کا کرنا اور چھوٹے گناہوں پر تسلسل اختیار کرنا۔ [۲] از قول جمیل

[۳] جیسے ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کرنا، اور اللہ کے حکم کے مقابلے میں کسی کی ملامت کا خوف وخیال نہ کرنا اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔ [۴] قول جمیل [۵] قشیریہ

دوسرا باب - ریاضت ومجاہدہ میں

اس میں دو رکن ہیں:

رکنِ اوّل مجاہدۂ اجمالی میں: جاننا چاہیے کہ اصول اِس کے چار اُمور ہیں: ۱۔قلّتِ کلام [کم بولنا] ۲۔قلّتِ طعام [کم کھانا] ۳۔قلّتِ منام [کم سونا] ۴۔قلّتِ اختلاط مع الانام [لوگوں سے کم میل جول رکھنا] ان سب اُمور میں مرتبہ اوسط حسب تعلیم شیخ کامل ملحوظ رکھے، نہ اِس قدر کثرت کرے جس سے غفلت وقساوت پیدا ہو، نہ اِس قدر قلّت کرے جس سے صحت وقوت زائل ہوجاوے۔

خلاصہ یہ کہ نفس کے مطالبات دو قسم کے ہیں: حقوق وحظوظ [مزہ] حقوق وہ جس سے قوامِ بَدن وبقائے حیات ہے، حظوظ جو اِس سے زائد ہے، حقوق کو باقی اور حظوظ کو فانی کرے۔

فائدۂ عظیمہ: سالکانِ طریق نے حزن وغم کو اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ قرار دیا ہے کہ اِس سے نفس کو پستی وشکستگی حاصل ہوتی ہے جو کہ آثار عبودیت سے ہے اور یہ اَمر مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے، یہاں سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ سالک کو جو قبض پیش آجاتا ہے وہ علامت اس کے بُعد وطرد [دوری] کی نہیں، کیا عجب کہ اس سے تصفیہ ومجاہدہ مقصود ہو، ہرگز اس کی شکایت نہ کرے سرِ تسلیم خم کرکے اپنا کام کرتا رہے۔

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش — بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال — مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

ابوعلی دقاق فرماتے ہیں: صَاحِبُ الْحُزْنِ يَقْطَعُ مِنْ طَرِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَايَقْطَعُهُ مِنْ فَقْدِ حُزْنِهٖ سِنِيْنَ. البتہ فکر لایعنی قلب کا ستیاناس کردیتی ہے۔

دوسرا رکن ریاضت تفصیلی میں: اس میں دو قسم ہیں: قسم اوّل اخلاق حمیدہ میں اور وہ چند مقامات ہیں: توبہ، صبر، شکر، خوف، رجا، زہد، توحید، توکل، محبّت وشوق، اخلاص وصدق، مراقبہ، محاسبہ، تفکر۔ ہر ایک مقام کو ایک فصل میں بیان کیا جاتا ہے مع اُسکی دلیل اور ماہیت وطریق تحصیل

کے، یہ سب احیاء العلوم سے لیا گیا ہے اور جو مضمون دوسری جگہ کا ہے اُس پر حاشیہ لکھ دیا ہے۔

فصل ۱۔ توبہ میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یٰاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ۔[۱]

ماہیت: خطا کو یاد کر کے دل دکھ جانا، اور اِس کے لیے لازم ہے اُس گناہ کا ترک کر دینا اور آئندہ کو پختہ ارادہ رکھنا کہ اب نہ کریں گے اور خواہش کے وقت نفس کو روکنا۔

طریقِ تحصیل: قرآن وحدیث میں جو وعیدیں گناہوں پر آئی ہیں اُن کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل میں سوزش [جلن] پیدا ہوگی، یہی توبہ ہے۔

احکام: اگر نماز، روزہ وغیرہ قضا ہوئے ہوں اس کی قضا کرے، اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہوں اُن سے معاف کرائے یا ادا کرے۔

فصل ۲۔ صبر میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: عَجَبًا لِاَمْرِیٔ مُؤْمِنٍ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، اِنْ اَصَابَتْہُ السَّرَّاءُ شَکَرَ، وَاِنْ اَصَابَتْہُ الضَّرَّاءُ صَبَرَ، فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ۔[۲]

ماہیت: انسان کے اندر دو قوتیں ہیں ایک دین پر ابھارتی ہے، دوسری ہوائے نفسانی پر، سو محرک دینی کو محرک ہوا پر غالب کر دینا صبر ہے۔

طریقِ تحصیل: اس قوتِ ہوا کو ضعیف اور کمزور کرنا چاہیے۔

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص۔ (تحریم: ۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو۔ (مسلم، رقم: ۷۰۳۴)

[۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! صبر کرو۔ (آل عمران: ۲۰۰) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: تعجب ہے مومن پر کہ اُس کی ہر بات بہتر ہے، اور نہیں میسر ہے یہ کسی کو مگر مومن ہی کو، اگر پہنچی اس کو خوشی شکر کیا، اور اگر پہنچی اس کو سختی صبر کیا، پس اس کے لیے بہتر ہے۔ (مسلم، رقم: ۷۶۹۲، ۷۶۹۴)

فصل ۳۔شکر میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاشْكُرُوْا لِیْ﴾[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنْ اَصَابَتْهُ السَّرَّاءُ شَكَرَ[2] وَقَدْ مَرَّ انِفًا.

ماہیت: نعمت کو مُنعِمِ حقیقی کی طرف سے سمجھنا، اس سمجھنے سے دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں: ایک مُنعِم سے خوش ہونا، دوسری اس کی خدمت گذاری وامتثال اوامر میں سرگرمی کرنا۔

طریقِ تحصیل: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

فصل ۴۔رجا میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنِطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ[3]

ماہیت: محبوب چیزوں یعنی فضل ومغفرت ونعمت وجنّت کے انتظار میں قلب کو راحت پیدا ہونا، اور ان چیزوں کے حاصل کرنے کی تدابیر اور کوشش کرنا، سو جو شخص رحمت وجنّت کا منتظر رہے مگر اُس کے حاصل کرنے کے اسباب یعنی عملِ صالح وتوبہ وغیرہ کو اختیار نہ کرے اُس کو مقامِ رجا حاصل نہیں، وہ دھوکہ میں ہے، جیسے کوئی شخص تخم پاشی نہ کرے اور غلّہ پیدا ہونے کا منتظر رہے صرف ہوسِ خام ہے۔

طریقِ تحصیل: اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت اور عنایت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل ۵۔خوف میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْشَوْنِیْ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ، اَلَا! اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ، اَلَا! اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ[4]

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: شکر کرو میرا۔(بقرہ:۱۵۲) [2] مسلم

[3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: نا اُمید نہ ہو اللہ کی رحمت سے۔(زمر:۵۳) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اگر کافر بھی اللہ کی رحمت کا حال جانے تو اس کی جنّت سے نا اُمید نہ ہو۔(متفق علیہ۔مسلم، رقم:۲۳)

[4] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ڈرو مجھ سے۔(بقرہ:۱۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو ڈرتا ہے رات ہی سے چلتا ہے اور جو رات سے چلتا ہے منزل پر پہنچ جاتا ہے، سن لو! اللہ کا سودا گراں ہے، آگاہ رہو! اللہ کا سودا جنّت ہے۔ (ترمذی، رقم:۲۶۳۸)

ماہیت: قلب کا دردناک ہونا ایسی چیز کے خیال میں جو ناگوار طبع ہو اور اس کے آئندہ واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

طریقِ تحصیل: اللہ تعالیٰ کے قہر وعتاب کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل ۶۔ زہد میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاكُمْ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ۔[1]

ماہیت: کسی رغبت کی چیز کو چھوڑ کر اُس سے بہتر چیز کی طرف مائل ہونا، مثلاً دنیا کی رغبت علیحدہ کر کے آخرت کی رغبت کرنا۔

طریقِ تحصیل: دنیا کے عیوب اور مضرتوں اور فنا ہونے کو اور آخرت کے منافع اور بقا کو یاد کرے اور سوچے۔

فصل ۷۔ توحید میں: یہاں توحیدِ افعالی مراد ہے، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَاعْلَمْ! اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔[2]

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تاکہ افسوس نہ کرو فوت ہوئی چیز پر اور خوشی سے نہ اِترا جاؤ اس پر جو تم کو دیا۔ (حدید: ۲۳) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اوّل بہتری اِس اُمت کی یقین اور زہد ہے، اور اوّل بگاڑ اِس اُمت کا بخل ہے اور طولِ امل ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان، رقم: ۱۰۴۲۹)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے سب عملوں کو۔ (صافات: ۹۶) اور فرمایا: نہیں چاہتے ہو تم کسی چیز کو مگر یہ کہ چاہے اللہ۔ (تکویر: ۲۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جان لو کہ اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ نفع پہنچاویں، ہرگز نفع نہ پہنچاویں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ ضرر پہنچاویں، ہرگز نہ پہنچاویں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔ (رواہ احمد، رقم: ۲۷۰۶)

ماہیت: یہ یقین کر لینا کہ بِدُون ارادۂ خداوندی کے کچھ نہیں ہوسکتا۔

طریقِ تحصیل: مخلوق کی عجز اور خالق کی قدرت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل ۸۔ توکل میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَاِذَا سَاَلْتَ فَسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔[1]

ماہیت: صرف وکیل یعنی کارساز [کام بنانے والا] پر قلب کا اعتماد کرنا۔

طریقِ تحصیل: اُس کی عنایتوں اور وعدوں اور اپنی گذشتہ کامیابیوں کا یاد کرنا اور سوچنا۔

فصل ۹۔ محبّت میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ۔[2]

ماہیت: طبیعت کا مائل ہونا ایسی چیز کی طرف جس سے لذت حاصل ہو، یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے اس کو عشق کہتے ہیں۔

طریقِ تحصیل: دنیا کے علائق [تعلّقات] کو قطع کرے، یعنی غیر اللہ کی محبّت کو دل سے نکالے، کیونکہ دو محبتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں، اور اللہ تعالیٰ کے کمالات واوصاف وانعام کو یاد کرے اور سوچے۔

فصل ۱۰۔ شوق[3] میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ﴾

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اللہ ہی پر چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے۔ (آل عمران: ۱۲۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ: جب مانگو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو اللہ ہی سے مدد چاہو۔ (احمد، ترمذی، رقم: ۲۷۰۶)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اللہ کو۔ (مائدۃ: ۵۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو، دوست رکھتا ہے اللہ اُس کی ملاقات کو، اور جو بُرا سمجھتا ہے اللہ کی ملاقات کو بُرا سمجھتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو۔ (بخاری، رقم: ۶۱۴۲، مسلم، رقم: ۱۴، ۱۵)

[3] اس میں اہلِ شوق کو تسلی ہے هكذا قال ابو عثمان الخيرى (قشیریہ)۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَأَسَالُكَ النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ۔[1]

ماہیت: جس محبوب چیز کا مِنْ وَجْہٍ علم ہو اور مِنْ وَجْہٍ علم نہ ہو اُس کو بکمالہ جاننے اور دیکھنے کی خواہش طبعی ہونا۔

طریقِ تحصیل: محبّت کا پیدا کر لینا، کیونکہ محبّت کے لیے شوق لازم ہے۔

فصل ۱۱۔ اُنس[2] میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔[3]

ماہیت: جو چیز مِنْ وَجْہٍ ظاہر و معلوم ہو اور مِنْ وَجْہٍ مخفی و مجہول ہو، اگر وجوہ مخفیہ پر نظر واقع ہو کر اس کے ادراک کی خواہش ہو اِس کو شوق کہتے ہیں، اور اگر وجوہ معلومہ پر نظر واقع ہو کر اس پر فرح و سرور ہو اِس کو اُنس کہتے ہے۔ یہ فرحت کبھی یہاں تک غلبہ کرتی ہے کہ مطلوب کے صفات جلال پیش نظر نہیں رہتے، اور اِس وجہ سے اُس کے اقوال و افعال میں کسی قدر بے تکلفی ہونے لگتی ہے، اس کو انبساط [خوشی] اور ادلال کہتے ہیں، چونکہ یہ بھی آثار محبّت سے ہے اس کی تحصیل کے لیے کوئی جداگانہ طریق نہیں ہے۔

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو اللہ کی مدت یعنی موت تو آنے والی ہے۔ (عنکبوت: ۵)
اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: مانگتا ہوں تجھ سے زیارت تیری وجہ مبارک کی اور شوق تیری ملاقات کا۔
(نسائی، رقم: ۱۳۰۴)

[2] اُنس میں جملہ اعمال ہیں، مقامات میں اس کا ذکر طبعاً آ گیا، کیونکہ یہ آثارِ محبّت سے ہے۔

[3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ اللہ ایسا ہے کہ اُتارا تسکین اور اطمینان کو مومنین کے دلوں میں۔ (فتح: ۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: نہیں بیٹھتے ہیں لوگ کہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا، مگر گھیر لیتے ہیں اُن کو ملائکہ رحمت اور ڈھانپ لیتی ہے اُن کو رحمت خُداوندی اور اُترتی ہے اُن پر تسکین اور اطمینان، اور یاد کرتا ہے اللہ اُن کو اُن میں جو اُس کے پاس ہیں یعنی ملائکہ کی جماعت میں۔ (مسلم، رقم: ۳۹، ۷۰۳۰)

فصل۱۲۔ رضا میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ۔[۱]

ماہیت: حکمِ قضا پر اعتراض نہ کرنا، نہ زبان سے، نہ دل سے، بعض اوقات اس کا یہاں تک غلبہ ہوتا ہے کہ تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی، یہ بھی آثار محبت سے ہے اس کی تحصیل کا جداگانہ طریق نہیں ہے۔

فصل۱۳۔ نیت وارادہ میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔[۲]

ماہیت: دل کا ابھرنا ایسی چیز کی طرف جس کو اپنی غرض اور نفع کے موافق سمجھتا ہو۔

طریقِ تحصیل: اس چیز کو مثلاً عملِ صالح وسلوک طریق آخرت کے منافع ومصالح کی معرفت حاصل کر کے اُن میں غور کرے، دل کو حرکت پیدا ہوگی۔

فصل۱۴۔ اخلاص میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔[۳]

---

[۱] راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے۔ (مائدۃ: ۱۱۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: آدمی کی سعادت سے ہے راضی رہنا اس پر جو اس کے لیے اللہ نے مقرر کر دیا۔ (احمد، رقم: ۲۱۵۱)

[۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور نہ دُھتکارو (اے محمد!) اُن کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام (یعنی ہر وقت) چاہتے ہیں خاص ذات باری تعالیٰ کو۔ (انعام: ۵۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اعمال کا اعتبار تو نیت سے ہے۔ (بخاری، رقم: ۱، مسلم، رقم: ۱۵۵)

[۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور نہیں حکم ہوا اُن کو مگر اُس کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خاص کرنے والے ہوں اُس کے واسطے دین کو اور طرف سے پھرے ہوئے ہوں۔ (بینہ: ۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب آدمی سب کے سامنے نماز اچھی طرح پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہی میرا صحیح بندہ ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۴۲۴۰)

ماہیت: اپنی طاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب ورضا کا قصد رکھنا اور مخلوق کی خوشنودی ور ضامندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے قصد کو نہ ملنے دینا۔

طریقِ تحصیل: مُعالجہ ریا میں معلوم ہوگا، کیونکہ ریا کو دفع کرنا عین اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔

فصل ۱۵۔صدق میں: مراد اِس سے خاص صدق ہے یعنی مقامات میں صادق ہونا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيْقِهٖ، فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَقَالَ: لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ. اِلٰى قَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ: لَا اَعُوْدُ.[1]

ماہیت: جس مقام کو حاصل کرے کمال کو پہنچاوے اُس میں کسر نہ رہے۔

طریقِ تحصیل: ہمیشہ نگران رہے، اگر کچھ کمی ہو جاوے تو اُس کا تدارک کرے، اِسی طرح چند روز میں کمال حاصل ہو جاوے گا۔

فصل ۱۶۔مراقبے میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ. وَقَالَ عليه السلام: اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ.[2]

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسول پر، پھر کچھ تردّد نہیں کیا اور جہاد کیا اپنے جان، مال سے اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں پورے سچے۔ (حجرات: ۱۵) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کا گزر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہوا، وہ اپنے ایک غلام پر لعنت کر رہے تھے، آپ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لعنت کرنے والے اور پھر صدیق، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب ایسا نہ کروں گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان، رقم: ۴۹۳۷)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک اللہ ہے ہر چیز کا نگہبان ہے۔ (احزاب: ۵۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: احسان یہ ہے کہ اللہ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اور تم اُسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ (مسلم، رقم: ۸، ۹، ۱۰) اور فرمایا: اللہ کا دھیان رکھو پاؤ گے اپنے مقابل۔ (احمد، ترمذی، رقم: ۲۷۰۶)

ماہیت: دل سے دھیان رکھنا اس شخص کا جو اس کو دیکھ بھال رہا ہے۔

طریقِ تحصیل: یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن پر مطلع ہے، اور کوئی بات کسی وقت اُس سے پوشیدہ نہیں اور اُس کے ساتھ ہی اُس کی عظمت و قدرت و جلال اور اُس کے عذاب و عقوبت کو بھی یاد کرے، اِس کی مواظبت سے وہ دھیان بندھنے لگے گا پھر کوئی کلام خلاف مرضی اللہ تعالیٰ کے اِس سے نہ ہوگا۔

فصل ۱۷۔ فکر میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى۔[۱]

ماہیت: دو معلوم چیزوں کا ذہن میں حاضر کرنا جس سے تیسری بات ذہن میں آ جاوے، مثلاً ایک بات یہ جانتا ہے کہ آخرت باقی ہے، دوسری یہ بات جانتا ہے کہ باقی قابل ترجیح کے ہے، ان دونوں سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخرت قابل ترجیح کے ہے۔ ان دونوں چیزوں کا حاضر فی الذہن کرنا یہی اس کی تحصیل کا طریق ہے۔ ان مقامات مذکورہ کی تصحیح سے اور مقامات بھی درست ہو جاتے ہیں: تقوی، ورع، قناعت، یقین، عبودیت، استقامت، حیا، حریت، فتوت [شجاعت مروّت]، خُلق، ادب، معرفت، جن کا ذکر ان نصوص میں ہے: ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ﴾[۲] ﴿مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ﴾[۳] ﴿اَلْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى﴾[۴] ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾[۵] ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾[۶] ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾[۷] ﴿اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ﴾[۸] ﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[۹] قَوْلُهٗ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ۔[۱۰]

---

۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لیے مثالیں شاید کچھ سوچیں فکر کریں۔ (ابراہیم: ۵۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر۔ (احمد، رقم: ۱۹۷۱۲)

۲ آل عمران: ۱۰۲ ۳ ترمذی، رقم: ۲۲۳۹ ۴ الزواجر عن اقتراف الکبائر ۵ بقرہ: ۴ ۶ حجر: ۹۹

۷ احقاف: ۱۳ ۸ ترمذی، رقم: ۲۶۴۶ ۹ حشر: ۹ ۱۰ بخاری، رقم: ۷۰۷۲

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾[1] ﴿مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰى﴾[2] ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾[3] چونکہ یہ ترتیب بہت ظاہر ہے اِس لیے ہم نے تفصیل کو موجبِ تطویل سمجھا۔[4]

دوسری قسم اخلاقِ ذمیمہ میں

اور وہ چند چیزیں ہیں: شہوت، آفات لسان، غضب، حقد، حسد، حُبِّ دنیا، بخل، حرص، حُبِّ جاہ، ریا، عجب، غرور، ان چیزوں کا زائل کرنا سالک [جو خدا کا قرب چاہنے والے] کو ضرور ہے، انکو بھی چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں، مثل قسم اول کے یہ بھی احیا سے منقول ہے۔

فصل ۱۔ شہوت میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا﴾[5]

ماہیت: ظاہر ہے معالجہ، مجاہدہ کرنا چاہیے، مجاہدے کا طریق باب دوم میں معلوم ہو چکا ہے۔

فصل ۲۔ آفاتِ لسان میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَمَتَ نَجَا۔[6]

یہ بہت سی آفتیں ہیں: فضول باتیں کرنا، خلاف شرع باتیں کرنا، بحث ومباحثہ ناحق کا، تکرار لڑائی کرنا، کلام میں بناوٹ وتکلف کرنا، گالی گلوچ کرنا، کسی پر لعنت کرنا، گانا بجانا، دل لگی کرنا جس سے دوسرے کو ایذا پہنچے، یا اس میں زیادہ مشغولی کرنا، کسی کا راز ظاہر کر دینا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹی گواہی دینا، غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، دونوں

---

[1] ن آیت:۴ [2] نجم:۱۷ [3] انعام:۹۱ [4] قشیریہ

[5] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور چاہتے ہیں وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں کی حق سے پھر جاؤ تم بہت پھر جانا۔ (نساء:۲۷)

[6] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: نہیں بولتا ہے کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہے تیار۔ (ق:۱۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو خاموش رہا نجات پا گیا۔ (احمد، ترمذی، رقم:۲۶۸۹)

طرف جا کر دو رویہ باتیں بنانا، کسی کی زیادہ تعریف وخوشامد کرنا، ذات صفات الٰہی میں محض اٹکل پچو گفتگو کرنا، علما سے فضول باتیں پوچھنا۔

معالجہ: جو بات کہنا ہو تھوڑی دیر پہلے تامل کر لے کہ اس سے اللہ تعالیٰ جو کہ سمیع وبصیر ہیں نا خوش تو نہ ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکلے گی۔

فصل ۳۔غضب میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ﴾ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَغْضَبْ۔[1]

ماہیت: جوش مارنا خونِ قلب کا بدلہ لینے کے لیے۔

معالجہ: یہ یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کیا کرتا ہوں، اگر وہ بھی مجھ سے ایسا ہی معاملہ کریں تو کیا ہو؟ اور یہ سوچے کہ بِدُون ارادۂ خُداوندی کے کچھ واقع نہیں ہوتا، سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیتِ الٰہی میں مزاحمت کروں، اور زبان سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے، اگر کھڑا ہو بیٹھ جاوے، جو بیٹھا ہو لیٹ جاوے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کر ڈالے، اگر اِس سے بھی نہ جائے تو اُس شخص سے علیحدہ ہو جاوے یا اُس کو علیحدہ کر دے۔

فصل ۴۔حقد میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَبَاغَضُوْا۔[2]

ماہیت: جب غصے میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی اُس کے ضبط کرنے سے اُس شخص کی طرف سے دل پر ایک گرانی سی ہو جاتی ہے، اِس کو حقد یعنی کینہ کہتے ہیں۔

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جب کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے اپنے دلوں میں کد کد جاہلیت کی۔(فتح:۲۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے غصہ نہ کرو۔(بخاری، رقم:۵۷۶۵)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اختیار کرو معاف کر دینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا اور منہ موڑ لو جاہلوں سے۔(اعراف:۹۹) اور فرمایا رسول ﷺ نے: آپس میں بُغض نہ رکھو۔(بخاری، رقم:۵۷۱۸، مسلم، رقم:۲۵۵۹)

معالجہ: اُس شخص کا قصور معاف کر کے اُس سے میل جول شروع کرے گو بہ تکلّف سہی، چند روز میں کینہ دل سے نکل جائے گا۔

فصل ۵۔حسد میں: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ **وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَحَاسَدُوْا**[1]

ماہیت: کسی شخص کی اچھی حالت کا ناگوار گزرنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اُس سے زائل ہو جاوے۔

معالجہ: گو بہ تکلّف ہی سہی اُس شخص کی خُوب تعریف کیا کرو، اور اُس کے ساتھ خُوب احسان، سلوک، تواضع سے پیش آؤ، ان معاملات سے اُس شخص کے قلب میں تمہاری محبّت پیدا ہوگی پھر وہ تم سے اسی طور پیش آوے گا، اِس سے تمہارے دل میں اُس کی محبّت ہوگی اور حسد جاتا رہے گا۔

فصل ۶۔حُبِّ دنیا میں: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:** الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ[2]

ماہیت دنیا: جس چیز میں فی الحال حظ نفس [نفسانی خواہش] ہو اور آخرت میں اس کا کوئی نیک ثمرہ مرتب نہ ہو وہ دنیا ہے۔

معالجہ: موت کو کثرت سے یاد کیا کرے، اور مدتوں کیلئے منصوبے اور سامان نہ کرے۔

فصل ۷۔بخل میں: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:** ﴿وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ **وَقَالَ**

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور پناہ مانگتا ہوں میں حاسد کے شر سے جب حسد کرے۔(فلق:۵)
اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: آپس میں حسد نہ کرو۔(بخاری، رقم:۵۷۱۸)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور نہیں ہے زندگانی دنیا مگر دھوکے کی ٹٹی۔(آل عمران:۱۸۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔(مسلم، مشکوٰۃ، رقم:۵۱۵۸)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ، بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ، بَعِیْدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ۔[1]

ماہیت: جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مُروّتاً ضروری ہو اس میں تنگ دلی کرنا۔

معالجہ: مال کی محبّت کو دل سے نکالے، اور حُبِّ مال کے نکالنے کا وہی طریق ہے جو معالجہ حُبِّ دنیا میں مذکور ہوا۔

فصل ۸۔ حرص میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَانِ: اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔[2]

ماہیت: قلب کا مشغول ہونا مال وغیرہ کے ساتھ۔

معالجہ: خرچ گھٹاوے تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو، اور آئندہ کی فکر نہ کرے کہ کیا ہوگا، اور یہ سوچے کہ حریص وطامع ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہے۔

فصل ۹۔ حُبِّ جاہ میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾[3] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا مگر اپنے آپ سے۔ (محمد: ۳۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: کنجوس آدمی دور ہے اللہ سے، دور ہے جنّت سے، دور ہے لوگوں سے، قریب ہے دوزخ سے۔
(ترمذی، رقم: ۲۰۸۸)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ہرگز نہ بڑھاؤ اپنی آنکھیں اُس چیز کی طرف جس سے ہم نے نفع دیا اِن کافروں کے مختلف گروہوں کو، آرائش زندگانی دنیا کی۔ (طٰہٰ: ۱۳۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اُس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں: حرص کرنا مال پر اور حرص کرنا عمر پر۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ: ۵۲۷۰)

[3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور وہ جو دارِ آخرت ہے کریں گے ہم اُس کو اُن ہی لوگوں کے لیے جو نہیں چاہتے ہیں زمین میں اپنی بڑائی اور نہ اُودھم مچانا اور انجام کار ہے متقیوں کے لیے۔ (قصص: ۸۳)

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهٖ۔[1]

ماہیت: لوگوں کے دلوں کا مُسخّر ہو جانا جس سے وہ لوگ اُس کی تعظیم واطاعت کریں۔

معالجہ: یوں سوچے کہ جو لوگ میری تعظیم واطاعت کر رہے ہیں نہ یہ رہیں گے، نہ میں رہوں گا، پھر ایسی موہوم وفانی چیز پر خوش ہونا نادانی ہے۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ شرع کے خلاف تو نہ ہو مگر عرفاً اس شخص کی شان کے خلاف ہو اس سے لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاوے گا، مگر مقتدا کو ایسا کام کرنا زیبا نہیں دین میں فتور [نقصان] پڑے گا۔

فصل ۱۰۔ ریا میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿یُرَآءُوْنَ النَّاسَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْكٌ۔[2]

ماہیت: اللہ تعالیٰ کی طاعت میں یہ قصد کرنا کہ لوگوں کی نظر میں میری قدر ہو جاوے۔

معالجہ: حُبِّ جاہ کو دل سے نکالے کیونکہ ریا اس کا شعبہ ہے، اور عبادت پوشیدہ کیا کرے یعنی جو عبادت کہ جماعت سے نہیں ہے اور جس عبادت کا اظہار ضروری ہے اُس کے لیے ازالہ حُبِّ جاہ کافی ہے۔ ایک طریق معالجے کا حضرت سیدی، مرشدی، مولائی، الحاج، حافظ امداد اللہ دامت برکاتہم (قُدِّسَ سِرُّہٗ) کا ارشاد فرمودہ ہے وہ یہ کہ جس عبادت میں ریا ہو اُس کو خُوب کثرت سے کرے، پھر نہ کوئی التفات کرے گا، نہ اس کو یہ خیال رہے گا، وہ چند روز میں ریا سے عادت، پھر عادت سے عبادت اور اخلاص بن جاوے گی۔

---

[1] اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: دو بھوکے بھیڑیے کہ بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیے جاویں اس گلے کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا آدمی کی حرص مال پر اور جاہ پر اُس کے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۳۷۶، ۲۵۵۰)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: دکھلاتے ہیں وہ لوگوں کو۔ (نساء: ۱۴۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: تحقیق تھوڑی ریا بھی شرک ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۴۱۴۲)

فصل ۱۱۔ تکبّر میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ۔[۱]

ماہیت: اپنے کو صفات کمال میں دوسرے سے بڑھ کر سمجھنا۔

معالجہ: اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرے، اس کے مقابلے میں اپنے کمالات کو ہیچ پائے گا، اور جس شخص کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اُس کے ساتھ تعظیم وتواضع سے پیش آوے یہاں تک کہ اُس کا خوگر ہو جاوے۔

فصل ۱۲۔ عجب میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّهُنَّ۔[۲]

ماہیت: اپنے کمال کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس کا خوف ہونا کہ شاید سلب ہو جاوے۔

معالجہ: اس کمال کو عطائے خُداوندی سمجھے اور اس کی استغنائے قدرت کو یاد کر کے ڈرے کہ شاید سلب ہو جاوے۔

فصل ۱۳۔ غرور میں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ۔[۳]

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا ہے اپنی بڑائی کرنے والوں کو۔ (نحل: ۲۳)
اور فرمایا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: نہیں جائے جنّت میں وہ جسکے دل میں رائی برابر بھی تکبّر ہو۔ (مسلم، رقم: ۱۴۷، ۱۴۹)

[۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جب کہ بھلا معلوم ہوا تم کو تمہارا زیادہ ہونا۔ (توبہ: ۲۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: رہے مہلکات: سو وہ خواہش ہے جس کی پیروی کی جائے، اور بخل ہے جس کے موافق عمل درآمد ہو، اور اچھا سمجھنا آدمی کا اپنے آپ کو، اور یہ ان سب سے بڑھ کر ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) (اعلام النبوۃ، رقم: ۲۵۴)

[۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور نہ دھوکہ دے اللہ کی باتوں میں تم کو شیطان۔ (فاطر: ۵) اور فرمایا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: الگ رہنا دھوکے کی ٹٹی یعنی دنیا سے۔ (بیہقی فی شعب الایمان، رقم: ۱۰۵۵۲)

ماہیت: جو اعتقاد خواہشِ نفسانی کے موافق ہو اور اس کی طرف طبیعت مائل ہو، کسی شبہ اور شیطان کے دھوکے کے سبب اس پر نفس کو اطمینان حاصل ہونا۔

معالجہ: ہمیشہ اپنے اعمال واحوال کو قرآن وحدیث و بزرگانِ دین کے اقوال وافعال سے ملاتا رہے، ان رذائل کے ازالہ سے باقی رذائل سب دفع ہو جاویں گے، اِن اوصاف حمیدہ وذمیمہ کو کسی بزرگ نے دو رباعیوں میں اختصار واجمال کے ساتھ جمع فرما دیا ہے، وہ رباعیاں قابل یاد رکھنے کے بلکہ وظیفہ بنانے کے ہیں۔

رباعی

خواہی کہ شوی بہ منزل قرب عظیم — نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین — تفویض و توکل و رضا و تسلیم

رباعی

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ — وہ چیز برون کن از درونِ سینہ
حرص وامل وغضب و دروغ وغیبت — بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

فصل ۱۴۔ جاننا چاہیے کہ مقام مراقبے کے متعلق دو چیزیں اور ہیں: ایک مشارطہ کہ مراقبے سے پہلے ہے، دوسری محاسبہ جو مراقبے کے بعد ہے۔ مشارطت یہ کہ روزانہ صبح کو اٹھ کر تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کو خُوب فہمائش کرے کہ دیکھو فلاں فلاں کام کیجیو، فلاں فلاں مت کیجیو، اس کے بعد مراقبہ یعنی نگہداشت اس معاہدہ کی رکھنا چاہیے، جب دن ختم ہو پھر سوتے وقت محاسبہ کرے یعنی صبح سے شام تک جو اعمال کیے ہیں اُن کو تفصیلاً یاد کرے، جو نیک کام کیے ہوں اُن پر شکر الٰہی بجالاوے، جو بُرے کام ہوئے ہوں یا نیک کاموں میں کوئی آمیزش آ گئی ہو، اُس پر نفس کو ملامت وزجر وتوبیخ کرے، اور اگر خالی زجر وتوبیخ کافی نہ ہو تو کچھ مناسب سزا بھی تجویز کر کے عمل درآمد کرے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾[1]

---

[1] چاہیے کہ دیکھ بھال لے ہر شخص کیا چیز آگے بھیجی ہے کل (قیامت) کے لیے۔ (حشر: ۱۸) (احیاء العلوم)

تیسرا باب - مسائلِ فرعیہ میں

اس باب میں بعض ضروری مسائل بیان کیے جاتے ہیں چند فصلوں میں۔

فصل ۱۔ بعد وصول کے مَردود نہیں ہوتا، جو مَردود ہوا وصول سے پہلے ہوا۔

فصل ۲۔ اولیا کو عبادت میں دوسروں سے زائد ثواب ملتا ہے، کیونکہ عُبودیت و اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔

فصل ۳۔ خرق عادت کئی قسم پر ہے: ایک قسم کشف ہے، وہ دو طرح ہے: کشف کَونی، کشف الٰہی، کشف کَونی یہ کہ بُعد مکانی یا زمانی اس کے لیے حجاب نہ رہے کسی چیز کا حال معلوم ہو جاوے، کشف الٰہی یہ کہ علوم و اَسرار و معارف متعلق سلوک کے یا متعلق ذات صفات کے اُس کے قلب پر وارد ہوں، یا عالَم مثال میں یہ چیزیں مُتَمَثِّل ہو کر مکشوف ہوں۔ دوسری قسم الہام ہے کہ صوفی کے دل پر اطمینان کے ساتھ کوئی علم القا ہو، کبھی ہاتف غیبی کی آواز سن لیتا ہے۔ تیسری قسم تصرف و تاثیر ہے، یہ دو طرح ہے: تاثیر کرنا باطنِ مرید میں جس سے اُس کو حق تعالیٰ کی طرف کشش پیدا ہو، اور تاثیر کرنا دوسری اشیائے عالم میں، خواہ ہمت سے یا دعا سے، بے شمار حکایتیں اس باب میں اولیاء اللہ سے منقول ہیں۔

فصل ۴۔ کشف و الہام سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے، اگر موافق قواعدِ شرعیہ کے ہے قبول[1] ہوگا ورنہ واجب الترک ہے۔[2] اور اگر قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو لیکن خود کشف کشف میں باہم اختلاف ہو، تو اگر وہ دونوں کشف ایک شخص کے ہیں تب تو اخیرِ کشف پر اعتماد ہوگا، اور اگر وہ دونوں کشف دو شخصوں کے ہیں تو صاحبِ صحو کا کشف بہ نسبت صاحبِ سُکر کے قابل

---

[1] بعض صحابہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور ﷺ کے قبول فرمانے سے اس پر عمل ہوا۔ (ترمذی) اور صحابہ کو غسل نبوی میں تردّد ہوا کہ کپڑے اتاریں یا نہیں، سب کو اونگھ آئی اور آواز ہاتف [غیبی آواز] کی سنی کہ مع پارچہ [کپڑا] غسل دیں، اس پر عمل ہوا۔

[2] کیونکہ شریعت دائمی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی۔

عمل ہے۔ اور اگر دونوں صاحبِ صحو ہیں، تو جس کا کشف اکثر شرع کے موافق ہوتا ہو وہ قابل اعتبار ہے، اور اگر اس میں بھی دونوں برابر ہیں، تو جس شخص میں آثار قربِ الٰہی و قبولیت کے زیادہ پائے جاویں اُس کے کشف کو ترجیح ہوگی، اور اگر اس میں بھی برابر ہیں تو جس کو اپنا دل قبول کرے اُس پر عمل جائز ہے۔ اور اگر ایک کشف ایک شخص کا، دوسرا کشف کئی شخصوں کا ہو تو جماعت کے کشف کو قوت ہوگی، البتہ اگر وہ تنہا سب سے اکمل ہے تو اس کے کشف کو ترجیح ہوگی۔

فصل ۵۔ خوارق کا ہونا ولایت کے لیے ضروری نہیں، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے عمر بھر میں ایک خرقِ عادت بھی واقع نہیں ہوا حالانکہ وہ سب اولیا سے افضل ہیں، فضیلت کا مدار قربِ الٰہی و اخلاصِ عبادت پر ہے۔ خوارق اکثر جوگیوں سے بھی واقع ہوتے ہیں، یہ ثمرہ ہے ریاضت کا، خرقِ عادت کا رُتبہ ذکرِ قلبی سے بھی کم ہے، صاحبِ عوارف نے غیر اہلِ خوارق کو اہلِ خوارق سے افضل کہا ہے۔ عارفین کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم ہوں، اور بڑا کشف یہ ہے کہ طالبانِ حق کی استعداد معلوم کر کے اُس کے موافق اُن کی تربیت کریں۔ شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ بعضے اہلِ کرامت نے مرنے کے وقت تمنّا کی ہے کہ کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر اولیا کا اولیا ہونا کس طرح معلوم ہو؟ سو اوّل تو ولایت ایک اَمرِ خفی ہے، اس کے معلوم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر معلوم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ہم اُن سے مستفید ہوں تو اُن کی صحبت و تعلیم سے شرف حاصل کرو، جب اپنی حالت روز بروز متغیر پاؤ گے خود ہی معلوم ہو جاوے گا کہ یہ شخص صاحبِ تاثیر ہے۔

فصل ۶۔ طریق تلاش پیر: کمالِ باطنی کا حاصل کرنا جب ضروری ٹھہرا اور عادت اللہ یونہی جاری ہے کہ بے توسّل پیر کے یہ راہ قطع نہیں ہوتی، اِس لیے پیر کا تلاش کرنا ضروری ٹھہرا۔ طریق اس کا یوں ہے کہ اکثر درویشوں سے جن پر احتمال کمال کا ہو ملتا رہے، اور کسی کی عیب جوئی اور انکار میں مبادرت [سبقت] نہ کرے، مگر جلدی سے بیعت بھی نہ کرے، اوّل یہ دیکھے کہ شریعت پر مستقیم ہے یا نہیں، اگر مستقیم نہیں اس سے علیحدہ ہو گو خوارق وغیرہ اس سے

صادر ہوتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾ وَقَالَ: ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾[1] اور اگر شرع پر مستقیم ہے تو خود اس کا نیک اور ولی ہونا تو ثابت ہو گیا، مگر اس شخص کو تو ضرورت تربیت و تکمیل کی ہے اِس لیے ابھی بیعت نہ کرے، بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اُس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبّت، دنیا و معاصی کی نفرت پیدا ہوتی ہے یا نہیں) کیونکہ حدیث شریف میں اولیا اللہ کی یہی علامت آتی ہے اذا رءوا ذکر اللّٰہ، لیکن اکثر عوام کو تھوڑی صحبت میں اس کا محسوس کرنا دشوار ہے، اس وقت یوں چاہیے کہ اُس کے مریدوں میں سے جس کو عاقل، راست گو دیکھے اُس سے شیخ کی تاثیر کا حال معلوم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[2] اور حدیث میں ہے: اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَال.[3] اگر کوئی معتبر آدمی شہادت دے، اُس کا اعتبار کرے، اور جو بہت سے آدمی ویسی شہادت دیں تو زیادہ اطمینان کا باعث ہے، مگر وہ گواہی دینے والے قرائن سے سچّے معلوم ہوتے ہوں مُریدَان می پرانند کے مصداق نہ ہوں، اس اطمینان کے بعد اس سے بیعت ہو جاوے اور اس کے ارشاد کے موافق عمل درآمد کرے۔

فصل ۷۔ تعدّد پیر میں: اگر ایک شیخ کی خدمت میں خُوش اعتقادی کے ساتھ ایک معتد بہ مدت تک رہا، مگر اُس کی صحبت میں کچھ تاثیر نہ پائی تو دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے، کیونکہ مقصود خُدا تعالیٰ ہے نہ شیخ۔

---

[1] اور مت کہا مانو اے محمد! اُن میں سے کسی گناہ گار کا، اور نہ کسی کافر کا، (دھر: ۲۴) اور فرمایا اللہ نے: اور نہ کہا مانو اُس کا جس کے دل کو ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے، اور ہے اس کا کام حد سے بڑھا ہوا۔ (کہف: ۲۸)

[2] پس پوچھ لو اہلِ علم سے اگر ہو تم نہیں جانتے۔ (نحل: ۴۳)

[3] بیماریٔ جہل کی شفا اور دوا، سوال کرنا اور دریافت کر لینا ہے اوروں سے۔ (سنن بیہقی، رقم: ۱۱۱۷)

رباعی

باہر کہ نشستی ونشد جمع دلت! وزتو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ورنہ کند روح عزیزاں بہ حلت

لیکن شیخِ اوّل سے بداعتقاد نہ ہو، ممکن ہے کہ وہ کامل مکمّل ہو مگر اس کا حصّہ وہاں نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصول مقصود کے ہو جاوے، یا ملاقات کی اُمید نہ ہو، جب بھی دوسری جگہ تلاش کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ قبر سے فیض تعلیم نہیں ہوسکتا، البتہ صاحبِ نسبت کو احوال کی ترقی ہوتی ہے، سو یہ شخص تو ابھی محتاج تعلیم ہے، ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ ہوتی، لاکھوں قبریں کاملین بلکہ انبیاء علیہم السلام کی موجود ہیں۔

فصل ۸۔ اور بلاضرورت، محض براہ ہوسنا کی [حریصی] کئی کئی جگہ بیعت کرنا بُرا ہے، اس سے بیعت کی برکت جاتی رہتی ہے اور شیخ کا قلب مکدر ہو جاتا ہے، اور نسبت قطع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور ہرجائی مشہور ہو جاتا ہے۔

فصل ۹۔ اور اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہوتی ہو تو اُس کی صحبت کو غنیمت سمجھے، اور اس کے عشق ومحبّت کو دل میں محکم کرے، اُس کی پوری اطاعت کرے اور اُس کو خوش رکھے، کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اُس کے تکدر کا باعث ہو کہ اُس سے فیوض بند ہو جاتے ہیں، سورۂ حُجرات کی اول کی آیتوں میں آدابِ نبویہ بتلائے گئے ہیں، شیخ چونکہ خلیفہ کامل نبی کا ہے، اس کی محبّت وادب کا بھی وہی حکم ہے۔

فصل ۱۰۔ مشہور ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے، ظاہراً اس میں اشکال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾[1] پس سمجھنا چاہیے کہ اگر سُکرِ محبّت میں ایسا سمجھا تو معذور ہے، اور اگر غلبہ سُکر [نشہ] نہیں ہے تو اتنا سمجھے کہ میری تلاش سے زندہ

---

[1] ہر صاحب علم سے بڑھ کر کوئی ذی علم ہے۔ (یوسف:۷۶)

لوگوں میں اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا شخص مجھ کو نہیں مل سکتا، ہکذا قال سیدی، سندی، مرشدی، شیخی، الحاج، الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم [رحمۃ اللہ علیہ]۔

فصل ۱۱۔ شیخ سے اگر احیاناً [کبھی کبھی] کوئی فعل قابل اعتراض سرزد ہو جاوے تو اعتراض نہ کرے، حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرلے ؎

آں پسر راکش خضر ببرید حلق سرآں را در نیا بد عام خلق
گر خضر دربحر کشتی را شکست صد درستی در شکست خضر ہست

یا تو تاویل کرلے، یا یوں سمجھ لے کہ اولیا معصوم نہیں ہوتے ہیں اور توبہ سے سب معاف ہو جاتا ہے، مگر یہ اُس شیخ کے لیے ہے جو شرع کا پابند، صاحبِ استقامت ہو اور اتفاقاً اُس سے کوئی فعل ہو جاوے۔ اور اگر اُس نے فسق و فجور کو عادت بنا رکھا ہے، وہ ولی نہیں، اُس کے قول و فعل کی تاویل کچھ ضرورت نہیں، اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

فصل ۱۲۔ جس طرح اولیا کے آداب میں تقصیر [کمی] ممنوع ہے، اسی طرح افراط وغلو اور بھی بدتر ہے کہ اس میں اللہ ورسول کی شان میں تفریط ہوتی ہے، مثلاً اُن کو عالِمُ الغَیب سمجھنا، اِس سے کفر لازم آتا ہے: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ وَ ﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ ﴿وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾[1] یا ان کو کسی چیز کے موجود یا معدوم کر دینے پر، یا اولاد ورزق وغیرہ دینے پر، یا خُدا سے زبردستی دلانے پر قادر سمجھنا یہ بھی کفر ہے: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ﴾[2] یا اُن کے

---

[1] فرمایا اللہ نے: نہیں جانتے جو آسمان اور زمین میں ہیں غیب کی بات مگر اللہ۔ (نمل: ۶۵) اور فرمایا: کہہ دو اے محمد! کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں۔ (انعام: ۵۰) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: لوگ اللہ تعالیٰ کے ذرا سے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنے کا کہ خود اللہ چاہے۔ (بقرہ: ۲۵۵)

[2] فرمایا اللہ نے: کہہ دو اے محمد! میں نہیں مالک ہوں اپنے لیے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جتنا اللہ چاہے۔ (اعراف: ۱۸۸)

ساتھ عبادت کے طریقوں میں کوئی طریق برتنا مثلاً اُن کی منت ماننا، یا اُن کا یا اُن کی قبر کا طواف کرنا، یا اُن سے دعا مانگنا، یا اُن کے نام کو عبادتاً جپنا [تسبیح کرنا]، یہ سب بعض معصیت و بدعت کے اور بعض کفر وشرک کے طریقے ہیں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طَوَافُ الْبَيْتِ صَلَاةٌ. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ تَلَا[2] قَوْلَهٗ تَعَالٰی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾[3]

فصل ۱۳۔ ولی کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا، نہ عبادت کبھی معاف ہوسکتی ہے بلکہ خواص کو زیادہ عبادت کا حکم ہے، البتہ مجذوب [خدا کی محبت میں غرق] کہ مسلوبُ الحواس [دیوانہ] ہوتا ہے معذور ہے، نہ ولی معصوم ہوتا ہے، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتبے کو کوئی ولی پہنچ سکتا ہے: لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ وَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ. وَلِاْجْمَاعِهِمْ عَلٰی اَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُوْلٌ وَلِقَوْلِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُبَارَكٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ: اَلْغُبَارُ الَّذِیْ دَخَلَ اَنْفَ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ مِّنْ اُوَيْسِ الْقَرْنِیْ وَعُمَرَ الْمَرْوَانِیْ.[4]

---

[1] تجھ ہی کو پوجتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ (فاتحہ:۴)

[2] اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: طواف کرنا نماز کی مثل عبادت ہے۔ (ترمذی، رقم: ۹۶۰) اور فرمایا: دعا مانگنا بھی بڑی عبادت ہے۔ (ترمذی، رقم: ۳۲۴۷)

[3] اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ عبادت سے تکبّر کرتے ہیں عن قریب داخل ہوں گے جہنّم میں ذلیل ہوکر۔ (غافر: ۶۰) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ بندے ہیں تمہارے مثل۔ (اعراف: ۱۹۴)

[4] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم لوگ بہترین امت ہو۔ (آل عمران: ۱۱۰) اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے، اور اس لیے کہ سب کا اجماع ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں، اور بسبب قول عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جو تابعین میں سے ہیں کہ جو غبار کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں گیا وہ بہتر ہے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز مروانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (مشکوٰۃ: ۶۰۱۰)

فصل ۱۴۔ قبریں اونچی اونچی اور اُن پر گنبد بنانا، عُرس میں بڑی دھوم دھام کرنا، بہت سی روشنی کرنا جیسا آج کل رائج ہے، زندے یا مردے کو سجدہ کرنا سب ممنوع ہے، البتہ زیارت کرنا اور ایصال ثواب کرنا اور اگر صاحب نسبت ہو اُن سے فیوض لینا، یہ سب اچھی باتیں ہیں۔

فصل ۱۵۔ پیر بھی فارغ نہ بیٹھ رہے کمالات میں ترقی کرتا رہے: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾[1] دعویٰ کمال کا نہ کرے، ہاں اظہار نعمت میں مضائقہ نہیں، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ﴾[2] وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾[3] اور افشائے طریقہ پر حریص رہے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾[4] مریدوں کیساتھ شفقت ومحبّت سے رہے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[5] ان کی خطا وقصور سے درگذر کرے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ﴾[6] دنیاداروں کی خاطر سے ان کو علیحدہ نہ کرے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (اِلٰى قَوْلِهٖ) فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾[7] اور مریدوں سے متوقع دنیا وطالب نفع دینوی کا نہ ہو، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: کہہ اے محمد! اے رب! بڑھا دے میرا علم۔ (طٰہٰ: ۱۱۴)

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: نہ پاکی بیان کرو اپنے نفسوں کی۔ (نجم: ۳۲)

[3] اور فرمایا: اور جو نعمت تمہارے رب کی ہے اُس کو بیان کرو۔ (ضحیٰ: ۱۱)

[4] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ رسول حریص ہیں تمہاری بھلائی پر۔ (توبہ: ۱۲۸)

[5] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ رسول مومنوں پر شفیق اور مہربان ہیں۔ (توبہ: ۱۲۸)

[6] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر ہوتے تم تُند خو [سخت طبیعت والا]، سخت دل، بے شک چل دیتے وہ تمہارے پاس سے، پس معاف کردو ان کے قصور کو۔ (آل عمران: ۱۵۹)

[7] نہ ہٹاؤ اپنے پاس سے اُن لوگوں کو جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، چاہتے ہیں اُس کی ذات کو اور نہیں تم پر ان کا کچھ حساب اور نہ اُن پر ہے تمہارا حساب کچھ، جو ہٹا دو تم اُن کو اور ہو جاؤ ناانصافوں میں سے۔ (اَنعام: ۵۲)

الدُّنیا﴾ وَقَالَ: ﴿لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا﴾[1] اور ایذائے خلق پر صبر کرے، لِقَوْلِهٖ ﷺ: رَحِمَ اللّٰهُ اَخِیْ مُوْسٰی لَقَدْ اُوْذِیَ اَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ[2] اپنے کو متانت ووقار سے رکھے ورنہ مریدوں کی نظر میں بے وقعتی ہونے سے اُن کو فیض نہ ہوگا لِمَا وَرَدَ فِی حَقِّهٖ ﷺ: مَنْ یَّرَاهُ مِنْ بَعِیْدٍ هَابَهٗ، وَمَنْ یَّرَاهُ مِنْ قَرِیْبٍ اَحَبَّهٗ، وَنَحْوَهٗ[3] اور ایک مرید کو دوسرے مرید پر ترجیح نہ دے، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی﴾[4] البتہ اگر ایک کو خُدا کی طلب زیادہ ہے اُس کو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں۔ اور ایسی حرکت نہ کرے جس سے خلقت کو بداعتقادی ہو کہ اس میں طریقِ ارشاد مسدود ہوتا ہے[5]: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ﴾[6] اول باب سے یہاں تک یہ مضامین ارشاد الطالبین کے ہیں جو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔

فصل ۱۶۔ تصور شیخ میں: اس کو برزخ اور رابطہ اور واسطہ بھی کہتے ہیں، اس کے یہ معنی تو آج تک کسی محقق نے نہیں فرمائے کہ خدائے تعالیٰ کو پیر کی شکل میں سمجھے، یہ تو محض باطل ہے، اور اگر اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ[7] سے دھوکہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ صورت ناک، منہ

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے: چاہتے ہو زیب وزینت دنیا کی۔ (کہف: ۲۸) اور فرمایا: نہیں مانگتا ہوں اس پر کسی قسم کا بدلہ۔ (شوریٰ: ۲۳)

[2] اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے! وہ اس سے بھی زیادہ ایذا پہنچائے گئے تھے تب بھی انھوں نے صبر کیا۔ (تفسیر بحر المحیط: ۹/۱۷۷۔ تخریج احادیث احیاء، رقم: ۲۴۸۳)

[3] کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں حدیث میں آیا ہے کہ جو دیکھتا تھا آپ کو دور سے خوف کھاتا تھا اور جو دیکھتا تھا نزدیک سے محبت کرتا تھا، یا ایسا ہی کچھ مضمون ہے۔ (شمائل ترمذی، رقم: ۶)

[4] تیور چڑھائے اور منہ موڑا۔ (عبس: ۱)

[5] [رہنمائی کا راستہ بند ہو جاتا ہے]

[6] بلانے والا اللہ کی طرف۔ (احزاب: ۴۶)

[7] تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ (تخریج احادیث الاحیاء، رقم: ۳۵۹۱)

ہی کو نہیں کہتے مثلاً یہ بولتے ہیں: ''اس مسئلے کی یہ صورت ہے۔'' حالانکہ اس مسئلہ کی ناک منہ نہیں ہے، بلکہ صورت کے معنی صفت کے بھی آتے ہیں، تو انسان کو آخر سمع، بصر وغیرہ عنا یت ہوا ہے اِس لیے اس کو صورت حق کہا گیا۔ غرض یہ معنی تصورِ شیخ کے بالکل بے اصل ہیں۔ کتب فن میں اسی قدر مذکور ہے کہ شیخ کی صورت اور اس کے کمالات کے زیادہ تصور کرنے سے اس سے محبّت پیدا ہو جاتی ہے، اور نسبت قوی ہوتی ہے، اور قوت نسبت سے طرح طرح کے برکات ہوتے ہیں، اور بعض محقّقین نے تصورِ شیخ میں صرف یہ فائدہ فرمایا ہے کہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے اِس سے یکسوئی میسّر ہو جاتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے ہیں، چنانچہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ نے کشکول میں یہی حکمت بیان فرمائی ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: و ہر چند برزخ لطیف تر بود، واز معانی معقولہ بود، کارنیکو بود، و ہر چند کثیف بود، واز صور مرئیہ بود، کار زبوں تر بود۔ بہر حال اس میں جو کچھ حکمت و فائدہ ہو راقم کا تجربہ ہے کہ یہ شغل خواص کو تو مفید ہوتا ہے اور عوام کو سخت مضر کہ صورت پرستی کی نوبت آ جاتی ہے۔ اسی واسطے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محقّقین نے عوام اور اغبیا [کمزور ذہن والوں] کے لیے ایسے اشغال کی تعلیم سے منع فرمایا ہے جس سے کشف وغیرہ ہوتا ہے۔ اس لیے عوام کو تو بالکل اِس سے بچانا چاہیے اور خواص بھی اگر کریں تو احتیاط کی حد تک محدود رکھیں، اس کو حاضر ناظر اور ہر وقت اپنا معین دستگیر نہ سمجھ لیں، کیونکہ کثرتِ تصور سے کبھی صورت مثالیہ رُو بہ رُو حاضر ہو جاتی ہے، کبھی تو وہ محض خیال ہوتا ہے اور کبھی کوئی لطیفہ غیبی [خاص عنایت] اس شکل میں متمثل ہو جاتا ہے، اور شیخ کو اکثر اوقات خبر تک بھی نہیں ہوتی، اِس مقام پر اکثر ناواقف لوگوں کو لغزش ہو جاتی ہے۔[1]

---

[1] جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے وقت اصرار زلیخا کے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی تو شرما گئے، یقیناً وہ حضرت یعقوب علیہ السلام نہ تھے، اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہوتے تو اُن کو حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر میں ہونا معلوم ہو جانا چاہیے، پھر پریشان ہونا اور بیٹوں سے جستجو کرنے کے لیے ارشاد فرمانا کیا معنی، خُوب سمجھ لو!

فصل ۱۷۔ عورتوں کو دست بدست بیعت نہ کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو بیعت میں ہاتھ نہیں لگایا۔ اجنبی عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے، صاحب محبوب السالکین می نویسد: بیعت کنانیدن نسواں این ست اگر نسا غائب ست بوکالت محارم نسبی یا رضاعی بیعت کند وآنچہ شرائط ست بموکلہ بفرمائید وخرقہ دامنی دہد واگر نسواں حاضر ست در پردہ مرید کند، بیعت دست نہ کند، چنانچہ عہد بارجال کند، باعورت نہ کند، وہم درکتاب مذکور است کہ ایں درحق مردان است کہ مارا قبول کردی وبعورت امر ونہی بسندہ است۔

فصل ۱۸۔ سماع میں: ہرچند یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن اگر مانعین کے دلائل سے بالکل قطع نظر کر کے اس کو جائز سمجھا جاوے، تب بھی تو جواز کے بہت سے شرائط ہیں۔ انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ اس زمانے میں کون سی مجلس ان آداب وشرائط کے ساتھ ہوتی ہے، نہ اخوان ہیں نہ زمان نہ مکان، صرف ایک رسم رہ گئی ہے ہرقسم کے لوگ مختلف نفسانی اغراض سے جمع ہوتے ہیں، اور بزرگوں کے طریقے کی سخت بدنامی ہوتی ہے۔ اس مقام پر صرف حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ کا ارشاد "فوائد الفواد" سے نقل کیے دیتے ہیں: چند چیز موجود شو سماع آنگاہ شنود، آں چیست مسمع است ومسموع ومستمع وآلہ سماع ست، فرمودند مسمع گوینده است می باید کہ مرد تمام باشد وکودک وعورت نباشد، اما مسموع آنچہ می گوید باید کہ ہزل وفحش نباشد واما مستمع آنکہ می شنود باید بحق شنود مملو باشد از یاد حق واما آلہ سماع وآں مزامیر است چوں چنگ ورباب ومثل آں باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

اب آگے انصاف درکار ہے، اور اگر ان شرائط سے بھی قطع نظر کی جاوے تب بھی سمجھنا چاہیے کہ سماع میں ایک خاص اثر ہے کہ کیفیت غالبہ کو قوت دیتا ہے، اس زمانے میں چونکہ اکثر نفوس میں خبث وحُبِّ غیر اللہ غالب ہے اِسی کو غلبہ ہوگا، پھر جب حُبِّ غیر اللہ حرام ہے تو اس کے سبب کو کیا فرمایئے گا۔

فصل ۱۹۔ خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں ہوتی، کیونکہ ترقی دوام عمل سے ہے اور اس میں عمل کا انقطاع ہوجاتا ہے۔

فصل ۲۰۔ شارح ''گلشن راز'' فرماتے ہیں کہ محض اہلِ کمال کی تقلید سے بِدُون غلبہ حال کے خلافِ شریعت کلمات منہ سے نکال کر کافر مت بنو، صاحب ''گلشن راز'' کا شعر ہے:

ترا گر نیست احوال مواجید مشو کافر بنادانی بہ تقلید

فصل ۲۱۔ ''مرج البحرین'' میں ہے کہ اگر سکر و غلبے میں صوفی کے منہ سے کچھ نکل جاوے تو اس پر نہ اعتراض کرو، نہ اس کی تقلید، طریق اسلم [سلامتی والا راستہ] سکوت ہے۔ راقم کہتا ہے: مطلب یہ ہے کہ اس شخص پر اعتراض نہ کرو، باقی وہ بات ضرور قابل اعتراض ہے خصوصاً جب کہ عوام کو مضر ہو اس وقت اس کی غلطی ظاہر کر دینا واجب ہے۔

فصل ۲۲۔ قرآن وحدیث کے ظاہری معنی کا انکار کرنا کفر ہے، البتہ ظاہر کو تسلیم کرنا اور اس کے باطن کی طرف عبور کرنا محقّقین کا مسلک ہے، مثلاً: حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے، اہلِ ظاہر نے تو کتا پالنے کو برا سمجھا، مگر دل میں صفات کلبیہ [کتے کی عادتوں] کو ہمیشہ جمع رکھا، ان میں تو یہ کسر رہی، مگر ایمان موجود ہے جس سے مرپٹ کر جنّت تو مل جائے گی۔ منکرین ظاہر نے تو کتا پالنے کی اجازت دی اور کہا کہ مولوی لوگ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے، بیت سے مراد قلب ہے اور ملائکہ سے مراد انوار غیبیہ اور کلب سے مراد صفات سبعیہ وغیرہا، یہ لوگ شرع کا انکار کر کے کافر اور مستحق جہنّم ہوئے۔
محقّقین نے کہا کہ مطلب تو حدیث کا وہی ہے جو اہلِ ظاہر سمجھے، مگر اس میں غور کرنا چاہیے کہ ملائکہ کو کتے سے کیوں نفرت؟ صرف اس کے صفاتِ ذمیمہ سبعیہ ونجاست وحرص وغضب و غیرہ کی وجہ سے، تو معلوم ہوا کہ یہ صفات مذموم ہیں، پھر جب ظاہری گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں تو باطنی گھر میں ان صفات کا رکھنا کیسے جائز ہوگا؟ اس محقّق نے ظاہراً کتا پالنے کو بھی حرام کہا کیونکہ وہ مدلول مطابقی ہے اور باطناً ان صفات مذمومہ کے ساتھ متصف ہونے کو بھی حرام کہا کیونکہ وہ مدلول التزامی ہے۔

فصل ۲۳۔ اہلِ کشف نے فرمایا ہے کہ ہر لطیفے میں دس دس ہزار حجابات ظلمانی ونورانی ہیں، اور

لطیفہ قالبیہ کو ملا کر سات لطیفے ہیں تو ستر ہزار حجاب ہوئے، ذکر سے ظلمت دفع ہوتی ہے اور نور لطیفے کا سالک کو نظر آتا ہے، یہ علامت ان حجابات کے اٹھ جانے کی ہے، مثلاً: حجاب نفس کا شہوت ولذت ہے، اور حجاب دل کا نظر کرنا غیر حق پر، اور حجاب عقل کا معانی فلسفہ میں خوض کرنا، اور حجاب روح کا مکاشفات عالم مثال کے وعلیٰ ہذا، ان میں کسی کی طرف ملتفت نہ ہو، مقصود حقیقی کی طرف متوجہ رہے اور غیر مقصود کی نفی کرتا رہے ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برافروخت ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند ورنگر آخر کہ بعد لاچہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

فصل ۲۴۔ اقسامِ حجاب و وقوفِ سالک میں: ''فوائد الفواد'' میں ہے کہ سالک وہ ہے کہ راہ چلے، اور واقف وہ ہے جو بیچ میں اٹک جاوے، پس جب سالک عبادت میں کوتاہی کرتا ہے، اگر جلدی سے توبہ واستغفار کر کے بدستور پھر سرگرم ہوگیا تو پھر سالک بن جاوے گا، اور خدانخواستہ اگر وہی غفلت رہی تو اندیشہ ہے کہ کہیں راجع یعنی واپس نہ ہو جاوے۔ اس راہ کی لغزش کے سات درجے ہیں: ۱۔ اعراض [منہ پھیرنا] ۲۔ حجاب [رکاوٹ] ۳۔ تفاصل [فاصلہ] ۴۔ سلب مزید ۵۔ سلب قدیم ۶۔ تسلّی ۷۔ عداوت۔

اول اعراض ہوتا ہے، اگر معذرت وتوبہ نہ کی حجاب ہوگیا، اگر پھر بھی اصرار رہا تفاصل ہوگیا، اگر اب بھی استغفار نہ کیا تو عبادت جو ایک زائد کیفیت ذوق وشوق کی تھی وہ سلب ہوگئی، یہ سلب مزید ہے، اگر اب بھی اپنی بیہودگی نہ چھوڑی تو جو راحت وحلاوت کہ زیادتی کے قبل اصل عبادت میں تھی وہ بھی سلب ہوگئی، اس کو سلب قدیم کہتے ہیں، اگر اس پر بھی توبہ میں تقصیر کی تو جدائی کو دل گوارا کرنے لگا، یہ تسلّی ہے، اگر اب بھی وہی غفلت رہی تو محبّت مبدّل بعداوت ہوگئی [دشمنی میں تبدیل ہوگئی]۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا.

چوتھا باب- اصلاحِ اغلاط میں

غلطیاں تو بے شمار ہیں، مگر جن میں آج کل لوگ زیادہ مبتلا ہیں اُن کی اصلاح چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں۔

فصل ۱۔ اس غلطی کی اصلاح کہ فقیری میں اتباع شریعت کی ضرورت نہیں، ''فتوحات'' میں ہے: كُلُّ حَقِيْقَةٍ عَلٰى خِلَافِ الشَّرِيْعَةِ زَنْدَقَةٌ بَاطِلَةٌ۔[۱] اوراسی میں ہے: مَا لَنَا طَرِيْقٌ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا عَلَى الْوَجْهِ الْمَشْرُوْعِ، لَا طَرِيْقَ لَنَا اِلَى اللّٰهِ اِلَّا مَا شَرَعَهٗ۔[۲] اسی میں ہے: فَمَنْ قَالَ: اِنَّ ثَمَّ طَرِيْقًا اِلَى اللّٰهِ خِلَافَ مَاشَرَعَ، فَقَوْلُهٗ زُوْرٌ، فَلَا يُقْتَدٰى بِشَيْخٍ لَا اَدَبَ لَهٗ۔[۳]

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰى رَجُلٍ اُعْطِيَ مِنَ الْكَرَامَاتِ حَتّٰى يَرْتَقِيَ فِي الْهَوَاءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰى تَنْظُرُوْنَهٗ كَيْفَ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَاَدَاءِ الشَّرِيْعَةِ۔[۴]

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلطُّرُقُ كُلُّهَا لِلّٰهِ مَسْدُوْدَةٌ عَلَى الْخَلْقِ اِلَّا عَلٰى مَنْ اقْتَفٰى اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ[۵] اورفتوحات میں ہے: فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّمْ يَعْلَمْ بِحُكْمِهٖ

۱؎ جوحقیقت شریعت کے خلاف ہو بددینی اور مردود ہے۔

۲؎ نہیں ہے ہمارے لیے اللہ کی طرف کوکوئی راستہ مگر شرعی طور سے، اور نہیں ہے کوئی راہ ہمارے لیے اللہ کی طرف کو مگر وہی جو اس نے شریعت میں بتلا دیا ہے۔

۳؎ جو شخص کہے کہ ادھر کوئی اور راہ ہے اللہ کی طرف برخلاف اس کے جو شریعت نے بتلا دیا، اُس کا قول جھوٹا ہے، پس ایسے شیخ کو مقتدا نہ بنایا جاوے جس کو ادب نہ ہو۔

۴؎ اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کرامتیں دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہوا میں اُڑتا ہے، تو دھوکے میں نہ آجاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو اُمر و نہی اور حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے۔

۵؎ اللہ کی طرف جانے والی سب راہیں بند ہیں کل مخلوق پر، سوائے اسکے جو قدم بہ قدم چلے رسول اللہ ﷺ کے۔

بِمَكَانٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ مَا اتَّخَذَ وَلِيًّا جَاهِلًا. فِيْهِ: اَنَّ الْاِبْطَالَ مَعَ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ مَعَ الْجَهْلِ [1] اوراس باب میں ہزاروں ارشادات بزرگوں کے مذکور ہیں، کہاں تک لکھا جاوے۔ ''قشیریہ'' میں حضرت ذُوالنون مصری وسرّی سقطی وابوسلیمان واحمد بن ابی الحواری وابو حفص حداد، وابوعثمان، ونوری وابوسعید حراز رحمۃ اللہ علیہم سے اور دوسری کتابوں میں بھی مثل ''دلیل العارفین''، ''ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ'' و''مکتوبات قدوسیہ حضرت شیخ قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''قوت القلوب ابوطالب مکّی رحمۃ اللہ علیہ'' وغیرہا میں یہ مضمون نہایت استحکام کے ساتھ مذکور ومنقول ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر میں اول علم شریعت پھر عمل شریعت کی سخت ضرورت ہے اور بِدُون اس کے آگے راہ نہیں کھلتی، اور کبھی کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اور طریق بدعت کو اختیار کر کے ولی نہیں ہوسکتا، جب بدعت قاطع طریق ہے تو کفر وشرک کا تو کیا پوچھنا ہے۔ آج کل لوگوں نے علم وعمل کے اڑانے کو دو لفظ یاد کیے ہیں، علم کی نسبت حجابِ اکبر اور عمل کی نسبت دعویٰ آزادی۔

صاحبو! حجاب اکبر کے اگر یہ معنی ہوں تو جتنے بزرگوں کے نام لکھے گئے ہیں یہ جھوٹے بلکہ مجوب ٹھہرتے ہیں، یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے، حقائق کے قاعدے سے اس کے بہت باریک معنی ہیں، مگر موٹے سے معنی یہ سمجھو کہ حجابِ اکبر اس پردے کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے قریب پڑا رہتا ہے کہ وہاں پہنچ کر بادشاہ کا بہت ہی قرب ہو جاتا ہے، تو اس میں علم کی مدح ہے یعنی جب علم حاصل کرلیا تو جتنے حجاب تھے سب اٹھ گئے یہاں تک کہ حجابِ اکبر تک پہنچ گیا، اب ایک تجلّی سے حیرت کا غلبہ ہو، یہ حجاب بھی اٹھ جاوے، واصل ہوجاوے۔ اور جس نے سرے سے

---

[1] نہیں ہے اللہ کے نزدیک جو شخص نہ جانتا ہو اُس کے حکم کو کسی مرتبے میں، کیونکہ اللہ نے نہیں بنایا کسی جاہل کو ولی، اور اسی فتوحات میں ہے کہ باوجود علم کے بے ہودگی کرنا بہتر ہے اس عمل سے جو جہل سے ہو فقط، اور یہ اس لیے کہ عالم اگر بیہودہ بات کرے تو وہ ایسی خلاف اور بُری نہیں ہوتی کہ کفر وشرک تک نوبت پہنچ جاوے اور چونکہ اس کی بُرائی سے واقف ہے، توبہ کی اُمید ہے، بخلاف جاہل کے کہ بسا اوقات ضروری اعمال نماز، روزہ بھی درست نہیں ہوتا اور لاعلمی سے کفر وشرک لازم آجاتا ہے، اور چونکہ اس کی بُرائی سے واقف نہیں، توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔

ہی علم حاصل نہیں کیا، خواہ تحصیل سے یا صحبت علما سے، وہ تو ابھی بہت پردوں کے پیچھے ہے اور بہت دور ہے، رہا دعویٰ آزادی تو آزادی کے معنی باب اصطلاحات میں گزر چکے ہیں کہ قیدِ شہوت وغفلت سے آزاد ہونا ہے، نہ کہ احکامِ محبوبِ حقیقی سے ۔

گر تو خواہی حری و دل زندگی — بندگی کن بندگی کن بندگی
زندگی مقصود بہر بندگی ست — زندگی بے بندگی شرمندگی ست
جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندریں حضرت ندارد اعتبار
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی — کفر باشد پیش او جز بندگی
ذوق باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شجر

اور اگر یہ شبہ ہے کہ علمِ حقیقت اگر علمِ شریعت کے خلاف نہیں ہے تو بزرگوں نے اسرار کو کیوں پوشیدہ کیا ہے؟ شریعت تو اظہار کے قابل ہے، تو اِس کا حل اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ علمِ شریعت ہی کو علمِ حقیقت کہتے ہیں، بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ علمِ حقیقت علمِ شریعت کے خلاف نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ شریعت نے ایک چیز کو حرام یا کفر کہا ہے، حقیقت میں وہ حلال اور ایمان ہو جاوے، مثلاً: دیوانی کا قانون اور ہے فوجداری کا اور، مگر یہ نہیں کہ جو چیز قانون اول میں جائز ہو قانون دوم میں ناجائز ہو، یا بالعکس، ہاں البتہ ہر ایک کے مضامین جداگانہ ضرور ہیں، سو یوں تو شریعت میں بھی مضامین مختلفہ ہیں اور خود حقیقت میں بھی، مگر وہ مضامین شریعت کے مضامین کی نفی نہیں کرتے، پوشیدہ کرنے سے جو شبہ پیدا ہوا تھا وہ تو رفع ہو گیا۔

اب یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ پوشیدہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ تو سمجھنا چاہیے کہ قابل اخفا کے تین اُمر ہوتے ہیں: ایک اسرار، سو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مضامین خلافِ شرع تو نہیں ہوتے مگر دقیق زیادہ ہوتے ہیں جو عوام کے فہم میں نہیں آسکتے اور ان کو مضر ہوتے ہیں۔ دوسرے تعلیمِ سلوک کے طریقے، اس میں اخفا کی وجہ یہ ہے کہ اعلان میں اس کی بے قدری اور دوسرے طالب کی ہوسنا کی کا احتمال ہے۔ تیسرے ثمرات مجاہدہ ومکاشفات وغیرہ، اس کا اخفا بوجہ احتمال ریا و دعویٰ کے ہے۔

غرض کسی اَمر کا اخفا اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مخالف شرع ہے، اور اگر فرضاً ایسا ہو تو وہ قابل ردّ وانکار کے ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس کو دولتِ وصول میسّر ہوتی ہے علمِ شریعت واتباع سُنّت سے ہوتی ہے، اور اگر کسی بزرگ کا کوئی قول وفعل خلاف سُنّت منقول ہے، یا تو سکر اور غلبہ حال میں وہ اَمر صادر ہوا، یا وہ حکایات غلط منقول ہیں، یا اُن سے کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی ودقیق تھی خطا اجتہادی ہوگئی جس میں وہ شرعاً معذور رہے، اور خدائے تعالیٰ سے اُن کو بُعد نہیں ہوا۔ یہاں تو کھلّم کھلا مخالفت بلکہ اس کی نفی اور اس کے ساتھ استہزا وتمسخر کیا جاتا ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع کوئی کام کرنا درست نہیں، مثل طوافِ قبر وسجدۂ مشائخ وغیرہ، ان کا ذکر باب مسائل میں بھی آچکا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ کی اطاعت بھی جبھی تک ہے کہ وہ اللہ ورسول کے خلاف نہ کہے، ورنہ اس شیخ ہی کو سلام رخصت کرنا چاہیے۔ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَنْ رَأَیْتَهٗ یَدَّعِیْ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰی حَالَةً تُخْرِجُهٗ عَنْ حَدِّ الْعِلْمِ الشَّرْعِیِّ، فَلَا تَقْرَبَنَّ مِنْهُ۔[1] شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ شرح رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں: اگر بنا دانی خود بجاہل یا اہلِ بدعت را ارادت آورد، یا از دست او خرقہ بباطل پوشید باز بخدمت شیخ حق رود وتجدید ارادت کند تا گمراہ نشود۔

فصل ۲۔ عورتوں اور مردوں کی مخالطت کا مضر ہونا: ''جواہر غیبی'' میں حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص طواف کرتا جاتا تھا اور کہتا تھا: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ'' کسی نے اُس کا حال دریافت کیا، کہنے لگا: ایک بار کسی امرد حسین کو نظر شہوت سے دیکھا تھا، اِسی وقت غیب سے ایک طمانچہ لگا جس سے آنکھ جاتی رہی۔

یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رَأَیْتُ اٰفَاتِ الصُّوْفِیَةِ فِیْ صُحْبَةِ الْأَحْدَاثِ

---

[1] جس کو دیکھو کہ اللہ کی معیت اور قرب میں ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے کہ حد شرعی سے خارج ہے، اُس کے قریب مت پھٹکو۔

وَمَعَاشَرَةِ الْاَضْدَادِ وَرِفْقِ النِّسْوَانِ[1] شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ هَوَانَ عَبْدٍ، اَلْقَاهُ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الْاَنْتَانِ وَالْجِيَفِ، يُرِيْدُ بِهٖ صُحْبَةَ الْاَحْدَاثِ[2] مظفّر قرمینسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَخَسُّ الْاِرْفَاقِ اِرْفَاقُ النِّسْوَانِ عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ[3] کسی نے حضرت شیخ نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ لوگ عورتوں کے پاس بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ اُن کے دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے، انہوں نے فرمایا: مَا دَامَتِ الْاَشْبَاحُ بَاقِيَةً فَاِنَّ الْاَمْرَ وَالنَّهْيَ بَاقٍ، وَالتَّحْلِيْلُ وَالتَّحْرِيْمُ مُخَاطَبٌ بِهٖ[4]

اور غضب یہ ہے کہ بعض اس کو ذریعہ قربِ الٰہی سمجھتے ہیں، خدا کی پناہ! اگر معصیت ذریعہ قربِ الٰہی کا ہوتو سارے رنڈی، بھڑوے کامل ولی ہوا کریں، اور یہ جو مشہور ہے کہ بِدُون عشق مجازی کے عشق حقیقی حاصل نہیں ہوتا، اول تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں، دوسرے عشق حلال موقع پر بھی ہوسکتا ہے، صرف نکتہ اس قاعدہ میں یہ ہے کہ عشق مجازی سے قلب کے تعلّقاتِ متفرقہ قطع ہوجاتے ہیں، نفس ذلیل ہوجاتا ہے، اب صرف ایک بلا کو دفع کرنا رہ جاتا ہے، اس کے دفع کرتے ہی کام بن گیا، سو یہ غرض تو اولاد، بی بی، گائے، بھینس ہر چیز کے ساتھ زیادہ محبّت کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے، غیر عورت اور امرد کی کیا تخصیص ہے، اور اگر اتفاقاً بلا اختیار کہیں دل پھنس ہی گیا تو اس وقت مجازی سے حقیقی حاصل ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ محبوب اور محبّ میں دوری ہو، ورنہ وصل وقرب میں تمام عمر اسی میں مبتلا رہے گا۔ اسی لیے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولی باید در کہ صورت نمانی وزین پل زود خودرا بگذرانی

---

[1] دیکھا میں نے آفات صوفیہ کو امردوں کے میل جول کرنے میں اور ناجنسوں سے ملنے میں اور عورتوں سے نرمی برتنے میں۔

[2] جب اللہ کسی بندے کی ذلّت وخواری چاہتا ہے، اُن گندوں اور سڑوں کی طرف اس کو ڈالتا ہے، اور اِس سے اُن کی مراد امردوں سے میل جول کرنا ہے۔

[3] نرمی اور مہربانی کرنے میں سب سے بُرا عورتوں سے نرمی اور مہربانی کرنا ہے جس طرح ہو۔

[4] جب تک جسم انسانی باقی ہے تو امر ونہی بھی باقی ہے اور تحلیل وتحریم کے ساتھ مخاطب ہے۔

یہاں تو ہر روز نیا معشوق تجویز ہوتا ہے، بقول شاعر ؎

زن نوکن اے یار درہر بہار کہ تقویم پارینہ ناید بکار

حظوظ نفسانیہ [بدنی لذّت] ولذّات شہوانیہ حاصل کرنے کے لیے بزرگوں کے اقوال کو آڑ بنا رکھا ہے، اور دل کا حال اللہ کو خُوب معلوم ہے اور خود اُن سے بھی پوشیدہ نہیں، انصاف اور حق پرستی ہو تو سب کچھ اُمید ہے ؎

خلق راگیرم کہ بہ فریبی تمام در غلط اندازی تا ہر خاص و عام
کارہا باخلق آری جملہ راست باُخدا تزویر وحیلہ کے روا ست
کارہا او راست باید داشتن رایت اخلاص و صدق افراشتن

فصل ۳۔ مرشد کو خُدا جاننا: اِس غلطی کی اصلاح باب مسائل میں ہو چکی ہے۔

فصل ۴۔ جنّت و دوزخ کو موجود نہ سمجھنا: یہ اعتقاد صریح قرآن مجید کے خلاف ہے اور اگر اس کی تفصیل بدلی جاوے تو اس کی تحقیق باب مسائل میں ہو چکی ہے اس سے اطمینان کر لیجیے۔

فصل ۵۔ قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ کا کلام سمجھنا: موٹی بات ہے اس صورت میں ایسی آیتوں کا کیا مطلب ہوگا مثلاً: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ﴾[1] یعنی یہ کتاب ہے جسکو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا۔ یہ کون کہہ رہا ہے اور کس سے کہہ رہا ہے؟ الٰہی توبہ! ایمان تو گیا ہی تھا عقل بھی گئی گزری، ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾[2] ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص کو شیطان نے گرا رکھا تھا، میں اُس کے کان میں دفعیہ کے لیے اذان کہنے لگا، اندر سے شیطان نے پکارا کہ مجھے چھوڑ دو اس کو قتل کر ڈالوں، یہ قرآن کو مخلوق کہتا ہے فقط۔ اللہ اکبر! قرآن کو حادث اور کلامِ مخلوق کہنے سے شیطان کو بھی نفرت ہے، اور افسوس کہ آدمی کا ایسا اعتقاد ہو پھر ولی ہونے کا دعویٰ!

---

[1] ابراہیم: ۱

[2] ٹوٹا پایا دنیا اور آخرت میں، یہی نقصان ہے کھلا ہوا۔ (حج: ۱۱)

فصل ۶۔ ایک غلطی یہ کہ زبان اور پیٹ کی احتیاط نہیں کرتے یعنی زبان سے جو کلمہ چاہتے ہیں بے باک نکال دیتے ہیں خواہ اِس سے کفر ہو جاوے، یا حق تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی ہو جاوے، یہ نہیں سمجھتے کہ ؎

بے ادب را اندریں رہ بار نیست — جائے اوبر دار شد در دار نیست
از خُدا جوئیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش درہمہ آفاق زد
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق — باشد او درلجۂ حسرت غریق
ہر کہ گستاخی کند درراہ دوست — رہزن مرداں شد و نامرد اوست
بدر گستاخی کسوفِ آفتاب — شد عزازیلے زجرأت ردباب

خصوصاً وحدۃ الوجود کے دعویٰ میں تو زبان کو لگام ہی نہیں، کبھی خدا کو بندہ بنا دیا، کہیں بندے کو خُدا ٹھہرا دیا۔

رباعی

اے بردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی — و اندر صفت صدیق و یقیں صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد — گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

اس مسئلے کی جو خاص غرض تھی کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جاوے، اُس کی تو ہوا بھی نہیں لگتی، زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے ؎

از ساختِ دل غبار کثرت رفتن — خوشترکہ بہرزہ در وحدت سفتن
مغرور سخن مشوکہ توحید خدا — واحد دیدن بودنہ واحد گفتن

اور شکم کی بے احتیاطی یہ کہ حلال وحرام کی کچھ پروا نہیں کرتے، سودخوار، زن بازاری [بازاری عورت] جو کوئی ہو، سب کی دعوت ونذرانہ قبول کر لیتے ہیں۔ بزرگوں نے صاف فرما دیا ہے کہ بِدُون اکلِ حلال انوارِ الٰہی نصیب نہیں ہوتے، شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ غَضَّ بَصَرَهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ وَأَمْسَكَ نَفْسَهٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَعَمَّرَ بَاطِنَهٗ بِدَوَامِ الْمُرَاقَبَةِ وَظَاهِرَهٗ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَعَوَّدَ نَفْسَهٗ اَكْلَ الْحَلَالِ، لَمْ تُخْطِئْ فِرَاسَتُهٗ۔[1]

فصل ۷۔ایک غلطی یہ کہ بعض کا اعتقاد ہے کہ فقیری میں کوئی ایسا درجہ ہے کہ وہاں پہنچ کر احکامِ شرعی ساقط اور معاف ہو جاتے ہیں، یہ اعتقاد صریح کفر ہے۔ جب تک کہ ہوش وحواس قائم رہیں ہرگز احکام شرع معاف نہیں ہوسکتے، البتہ بیہوشی کی حالت میں معذور ہے۔ حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عِلْمُ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ تَدُوْرُ عَلٰى اِخْلَاصِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَصِحَّةِ الْعُبُوْدِيَّةِ ، وَمَا كَانَ غَيْرَ هٰذَا فَهُوَ الْمَغَالِيْطُ وَالزَّنْدَقَةُ۔[2] کسی نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو واصل ہو گئے، اب ہم کو ان ظاہری احکام کی کیا حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: بیشک واصل تو ہو گئے، مگر جہنّم واصل ہوئے خُدا رسیدہ نہیں ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ زنا کرنیوالا، چوری کرنیوالا بہتر ہے ایسے شخص سے جسکا یہ اعتقاد ہو، اور فرمایا: اگر میں ہزار برس زندہ رہوں، بلا عذر شرعی وظیفہ بھی ناغہ نہ کروں؟

فصل ۸۔ایک غلطی یہ ہے کہ اپنے کمالات کا صراحۃً یا اشارۃً دعویٰ افتخار [فخر] کے ساتھ ہوتا ہے، اور دوسروں کی تحقیر وتوہین، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ البتہ اگر اظہار نعمت کی غرض سے کوئی بات موقع کی کہی جاوے اور اس کو اپنا کمال نہ سمجھیں، محض فضل خُداوندی سمجھیں مضائقہ نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ بعض جُہلا ایک عجیب دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہماری نسبت ایسی قوی ہے کہ گناہ کرنے سے بھی اس میں فتور نہیں آتا، اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم کو لونڈوں، رنڈیوں کو گھورنے سے ترقی ہوتی ہے، یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نسبت جس کو معصیت سے بقا، یا ترقی ہو شیطانی نسبت ہے اور ایسی ترقی کو مکرو

---

[1] جس نے جھکالی اپنی آنکھ نادیدنی چیزوں سے اور روکا اپنے نفس کو شہوات ولذات سے اور آباد کیا اپنے باطن کو دوام مراقبے سے اور اپنے ظاہر کو اتباع سنّت سے اور خوگر کیا نفس کو اَکل حلال کا، اسکی فراست کبھی خطا نہ کرے گی۔

[2] علم فنا وبقا یعنی علم تصوف کا مدار وحدانیت کے اخلاص اور عبودیت کے ٹھیک کرنے پر ہے، اور جو اس کے سوا ہے وہ سب دھوکہ بازی اور بددینی ہے۔

استدراج کہتے ہیں۔ خدا کی پناہ! ایسے شخص کے راہ پر آنے کی کوئی اُمید نہیں، عمر بھر اسی دھوکہ میں پھنسا رہتا ہے۔

''رَشحات'' میں ہے: حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمودند کہ مکر الٰہی دو ہست: یکے بہ نسبت عوام دیگرے بہ نسبت خواص، مکرے کہ بہ نسبت عوام است ارداف نعمت ست، باوجود تقصیر در خدمت، ومکرے کہ بہ نسبت خواص است، ابقائے حال ست، باوجود ترک ادب۔

حضرت شیخ قطب العالَم عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درکار مستقیم باش و درشرع مستدیم، ہرچند استقامت شرع ست، و درکار است انوار، انوار ست و اسرار، اسرار رومی آرند مریدے نورے می دید پیش پیر عرض داشت کہ من چنیں نورمی بینم، پیر دانائے روزگار فرمودہ: برو یکمشت کاہ از حق غیرے بے اذن بگیر مرید ہمچنان کرد مر نور در پردہ شد مرید پیش پیر ازیں حال عرض داشت پیر حق رسیدہ فرمود: خاطر جمع دار کہ آں نور حق ست کہ اگر بارتکاب خلاف شرع آں نور مکشوف بودے، نور نبودے بلکہ ظلمت بودے، حق نبودے باطل بودے ؎

ہرچہ درو داعیہ شرع نیست وسوسہ دیو بود بے نزاع

فصل ۹۔ ایک غلطی یہ ہے کہ احادیث کے بیان کرنے میں نہایت بے احتیاطی ہوتی ہے، حدیث کی تحقیق علمائے حدیث سے کرنا چاہیے، یہ کسی طرح درست نہیں کہ کسی اردو، فارسی کی کتاب یا کسی عربی کی غیر معتبر کتاب میں حدیث کا نام دیکھ لیا اور اس سے استدلال شروع کردیا۔ بہت سی عجیب وغریب حدیثیں جن کا کہیں پتہ نہیں مشہور ہیں، جیسے: اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ اور مثل اِن کے، نہ الفاظ کا پتہ، نہ معانی کا نشان۔ حدیث شریف میں اس مقدّمے میں سخت وعید آئی ہے: مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ [۱] اِسی قبیل سے یہ دعویٰ کرنا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو کئی ہزار کلمات تصوف کے ''جو شب معراج میں آپ لائے تھے'' سب سے علیحدہ تلقین فرمائے اور کوئی اس کے قابل نہ تھا، اس دعویٰ میں کتنے جھوٹ جمع ہوئے ہیں: اول یہ کہ آپ کو کئی ہزار کلمے تصوف کے

---

[۱] بخاری، رقم: ۱۲۲۹

معراج میں عطا ہوئے، مدعی کو اِس کی اطلاع کس طرح ہوئی؟ وہاں تو اِس قدر ابہام ہے کہ فرشتے تک کو اطلاع نہیں ہوئی، یہ کہاں کھڑے سنتے تھے؟ بھلا اس مقام کا راز کس کو معلوم ہوسکتا ہے؟

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان بلبل چہ گفت وگل چہ شنید و صباچہ کرد

دوسرا جھوٹ یہ کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو آپ نے تلقین خفیہ فرمایا، خود حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کو حضرت سرور عالم ﷺ نے کچھ خاص باتیں بتلائیں ہیں؟ آپ نے نہایت اہتمام سے اس کا انکار کیا اور ارشاد کیا کہ ہمارے پاس کوئی خاص چیز نہیں، مگر قرآن مجید کا سمجھنا جو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتا ہے، سو یہی فہم ثمرہ تھا[1] اس نورِ نسبت کا جو بدولت صحبتِ نبوی ﷺ آپ کے سینے میں پہنچی تھی، اور وہی اب تک سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی آتی ہے، یہی معنی ہیں اس قول کے ''تصوف سینہ بہ سینہ آتا ہے'' اور یہ نہیں کہ حضرت سرور عالم ﷺ سے کچھ پوشیدہ باتیں کانا پھوسی کے ذریعے سے اب تک آرہی ہیں، اگر ایسے بے اصل دعویٰ کا اعتبار کیا جاوے تو تمام کارخانہ ہی درہم برہم ہوا جاتا ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ کتابوں میں گو لکھا ہے کہ حاتم بڑا سخی تھا مگر یہ علم سفینہ ہے اور مجھ کو اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ یہ راز پہنچا ہے کہ بڑا کنجوس تھا، مگر یہ بات کسی سے کہنا نہیں ورنہ خشک ملّا نے تم کو جھٹلا دیں گے، اسی طرح جس چیز کو چاہو سینہ بہ سینہ لے آؤ پھر کس چیز کا اعتبار رہے گا۔

تیسرا جھوٹ یہ کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ! نا قابل ٹھہرایا، اور قرآن و حدیث سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خصوصاً خلیفہ اوّل کے فضائل دیکھو تو سب اشتباہ جاتا رہے۔ ''سیر اولیاء'' میں ہے کہ فاضل ترین ہمہ امت حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اند، وسید اہلِ تجرید و بادشاہ اہلِ تفرید مشائخ حضرت ایشان را مقدّم ارباب مشاہد میدارند۔[2]

فصل۔ ایک غلطی یہ کہ جس طرح حق تعالیٰ کا جنّت میں دیدار ہوگا اس طرح دنیا میں دیدار کے

---

[1] اور اسی فہم کی بہ دولت حقائق واسرار قرآنی آپ پر مکشوف ہوتے تھے۔ [2] جواہر غیبی

قائل ہیں، جاننا چاہیے کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ دنیا میں دیدار کی تمنّا کی، اور لَنْ تَرَانِیْ جواب سنا۔ حدیث شریف میں موجود ہے: اِنَّکُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوْا[۱] یعنی موت سے پہلے کبھی خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھو گے۔ دوسری حدیث میں ہے: حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ[۲] اب قرآن وحدیث کے بعد اور کون سی چیز ہے جس پر یقین آوے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَبِأَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾[۳]

اب عارفین کا کلام سنئے، کیا فرماتے ہیں، ''مصباح الہدایہ'' میں ہے: رویت عیاں در جہاں متعذر ست، چہ باقی در فانی نہ گنجد، امادر آخرت مومناں راموعود است وکافران رامنوع۔ ''کشف الآثار'' میں ہے: روزے درمجلس جناب ارشاد مآب، قبلہ کونین، غوث الثقلین، شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وارضاہ مذکور شد کہ فلان مرید آن جناب می گوید کہ من جناب حق سبحانہ وتعالیٰ رابچشم سری بینم، آں حضرت اورا بحضور خود خواند و پرسید نداعتراف نمود، پس آں جناب اورا ازیں قول منع فرمودند، وعہد گرفتند کہ بار دیگر این چنین نہ گوید، حاضراں سوال کردید کہ ایں مرد محق ست یا مبطل؟ فرمودند: محق ست لیکن امر بروے ملتبس گشتہ دو جہش آن ست وے بچشم سرنور جمال رادید درہماں وقت از بصیرت کہ رویت قلبی ست سوراخے بطرف بصراو پیدا گشت وشعاع بصرش منور شود، حق تعالیٰ متّصل شد، پس آنچہ بصیرتش مشاہدہ کرد، مظنون اوشد کہ بصر من دیدہ است وفرق نہ کرد کہ ایں جادو رویت ست۔ حضرت شیخ قوام الدین کا ارشاد ہے: مکاشفہ نہ انست کہ رویت حق سبحانہ تعالیٰ ادراک کنند ویا دریابند ہرچہ خواہی نام نہ رویت قلبی را خواہ رویت بصیرت گوخواہ مکاشفہ، خواہ مشاہدہ، باصطلاح

---

[۱] تحقیق تم ہرگز نہ دیکھو گے اپنے رب کو جب تک نہ مرجاؤ۔ (مجمع الزوائد، رقم:۱۲۵۴۱)

[۲] اس کا حجاب نور ہے، اگر اسے اٹھادے تو اس کے انوار ذاتیہ بصر کے منتہیٰ تک خلقت کو جلادیں یعنی کل خلقت کو۔ (مسلم، رقم:۷۹)

[۳] اب اس کے بعد کس پر ایمان لاویں گے۔ (مرسلات:۵۰)

صوفیہ رویت قلبی ست نہ رویت عیانی کہ بحاسہ بصر تعلق دارد۔ بحر العلوم شرح مثنوی میں فرماتے ہیں: دریں تجلّی حضرت موسیٰ علیہ السلام مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ نمودند و بہ سبب مشاہدہ فانی شدند رویت حاصل نشد۔ مکتوبات قدوسی میں ہے: آنچہ اینجا بود یقین گویند کہ حجاب درمیان ست و آنچہ آنجا بود عیان نامند کہ ارتفاع حجاب از میان ست[1] احیا العلوم میں ہے: مَرْئِیٌّ بِالْأَعْیُنِ وَالْأَبْصَارِ فِی الدَّارِ الْآخِرَةِ دَارِ الْقَرَارِ ، وَلَا یُرٰی فِی الدُّنْیَا، مُخْتَصَرًا اور کتب سلوک میں مقامِ فنا میں جو مشاہدہ ہونا لکھا ہے وہ رؤیتِ قلبی ہے جیسا اوپر گذر چکا ہے، اور نیز مقامِ فنا مشابہ خواب کے ہوتا ہے، سو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے۔

تنبیہ: بعض اوقات سالکِ روحانی تجلّی کو تجلّیٔ ربانی سمجھ کر گمراہ ہوتا ہے، اس مقام پر شیخِ کامل محقق کی ضرورت ہے، درمکتوبات چہارم حضرت یحییٰ منیری ست: بداں کہ تجلّی عبارت از ظہور ذات و صفات الوہیہ است جَلَّ جَلَالُہٗ وروح رانیز تجلّی باشد و بسیار روندگان درین مقام مغرور شدہ اند و پند اشتند کہ تجلّی حق یافتند، اگر شیخ صاحب تصرف نباشد ازین ورطہ خلاصی دشوار بود، اکنوں بدان کہ فرق ست میان تجلّی ربانی و تجلّی روحانی، چوں آئینہ دل از کدورت وجود ماسوی اللہ صقالت پذیرد و مشرقہ آفتاب جمال حضرت گردد و جام جہاں نمائے ذات و صفات او شود، ولیکن نہ ہر کس را ایں سعادت مشاہدہ نماید از میان روندگان صاحب دولتے باشد کہ چوں آئینہ دل از صفات بشریت صاف کند بعضی صفات روحانی بر دل وے تجلّی کند پس گاہ بود کہ ذات روح کہ خلیفہ حق است در تجلّی آید و بخلافت خود دعویٰ انا الحق کردن گیرد و گاہ بود کہ جملہ موجودات را پیش تخت خلافت روح در سجود بیند در غلط افتد داند کہ مگر حضرت حق است قیاس بریں حدیث: اِذَا تَجَلَّی اللّٰہُ لِشَیْءٍ خَضَعَ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ وازیں جنس غلطہا بسیار افتد کہ تجلّی روحانی سمت حدوث دارد آن را قوت افنا نباشد، واز تجلّی روحانی غرور و پندار پدید آید و در طلب نقصان پدید آید واز تجلّی حق سبحانہ وتعالیٰ ایں جملہ برخیزد و ہستی بہ نیستی مبدل شود و در طلب بیفزاید و تشنگی زیادہ گردد۔ اور بعض بزرگوں کے جو اِس قسم کے اقوال ہیں

[1] انوار العارفین

دیگراں را وعدۂ فردا بود لیک مارا نقدہم اینجا بود

اس کے معنی شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معنے او آن است آنچہ آنجا وعدہ برویت بود اینجا بچشم یقین مشاہدہ ایں منقود را محققان مشاہدہ خوانند محض رویت دانند۔

رفعِ اشتباہ

بعض بزرگوں کے کلام میں جو تجلّیٔ ذاتی کا لفظ پایا جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھاویں، کیونکہ یہ اصطلاحی لفظ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سالک کی توجہ الی الذات میں اس قدر استغراق ہو جاوے کہ غیر ذات کی طرف اصلاً التفات باقی نہ رہے، حتیٰ کہ صفات بھی اس وقت ذہن میں مستحضر نہ رہیں۔ اور ایک معلوم کے حضور سے دوسرے معلومات کی غیبت محل استبعاد نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے، سو اس کو رویت سے کوئی علاقہ نہیں، علم الکتب میں اس تفسیر کی تصریح کی ہے۔ علاوہ اس کے خود لغوی معنی کے اعتبار سے بھی تجلّی و رویت میں فرق ہے، کیونکہ تجلّی کے معنی ہیں ظہور کے، سو یہ صفت حق تعالیٰ ہے، اور رویت کے معنی ہیں دیکھنا، سو رویت ذات میں یہ صفت عبد کی ہے۔ تجلّی کے اثبات سے رویت کا اثبات لازم نہیں آتا، کیونکہ اس کا حاصل یہ ہوا کہ ذات کی طرف ظہور ہوسکتا ہے، مگر عبد کی طرف سے دید و بینش نہیں ہوتی سو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تجلّی کا اثبات فرمایا ہے لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ﴾ اور رویت کی نفی فرمائی ہے بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ غرض قرآن و حدیث و کلام اہلِ حق سے واضح ہے کہ رویت ذاتِ حق تعالیٰ کی آخرت میں بلا کیف واقع ہوگی اور دنیا میں ممتنع ہے۔ اور بعض اکابر کے کلام میں جو امکان کا کلمہ کہا ہے اور امتناع کو معتزلہ کا مذہب قرار دیا ہے، اس سے مراد امکان و امتناع عقلی ہے نہ شرعی، اور مدعا ہمارا امتناع شرعی ہے، بوجہ ورودِ نصوص عدم الوقوع کے دنیا میں، اور امتناع عقلی مدعا نہیں ورنہ آخرت میں کیسے وقوع ہوتا، اس لیے کہ مستحیل عقلی ممکن نہیں ہوسکتا چہ جائے وقوع فقط۔

فصل ۱۱۔ ایک غلطی یہ کہ شیخ کو، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بحیثیت جسد عنصری خُدا سمجھنا، یہ اعتقاد

صریح کفر ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کا تغیّر، تبدل، حدوث، احتیاج، تقیید، حلول واتحاد، ہزاروں خرابیاں لازم آتی ہیں۔ ظاہری جسد ظاہری حواس سے محسوس ہے، وہاں تو اس قدر تنزیہ ہے کہ حواس باطنی اور عقل کی بھی رسائی نہیں، خیال وفکر میں جو چیز آوے اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہیں، عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ مکّی فرماتے ہیں: كُلُّ مَا تَوَهَّمَهُ قَلْبُكَ اَوْسَنَحَ فِيْ بِحَارِ فِكْرَتِكَ اَوْخَطَرَ فِيْ مُعَارِضَاتِ قَلْبِكَ مِنْ حُسْنٍ اَوْ بَهَاءٍ اَوْ اُنْسٍ اَوْ جَمَالٍ اَوْ ضِيَاءٍ اَوْ شَبَحٍ اَوْ نُوْرٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْخِيَالٍ، فَاللّٰهُ تَعَالٰى بَعِيْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ، اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

پانچواں باب-موانعِ طریق میں

یاں تو جتنے معاصی اور تعلّقات ماسوائے اللہ ہیں سب اس راہ کے رہزن ہیں، مگر چند ضروری چیزوں کو چند فصول میں بیان کیا جاتا ہے۔

فصل ۱۔ ایک مانع مخالفت کرنا سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اس کا بیان اوپر گذر چکا ہے، افسوس! اس زمانے میں رسوم بدعات کی بڑی کثرت ہے اور تصوف اِن ہی رسوم کا نام رہ گیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُوْشِكُ اَنْ يَّاتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ[1] جو حقیقت تصوف کی تھی کہ فنا وبقا کی نسبت حاصل کریں، اسکے معنی بھی نہیں جانتے، اِن رسوم کے مقید ہو گئے۔ ابوالعباس دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کا حال بیان فرمایا ہے تو ہمارے زمانے کا کیا ٹھکانا ہے؟ ان کا ارشاد ہے: نَقَضُوْا اَرْكَانَ التَّصَوُّفِ وَهَدَمُوْا سَبَبَهَا وَغَيَّرُوْا مَعَانِيَهَا بِأَسَامِيْ اَحْدَثُوْهَا، سَمَّوا الطَّمَعَ زِيَادَةً، وَسُوْءَ الْاَدَبِ اِخْلَاصًا، وَالْخُرُوْجَ عَنِ الْحَقِّ شَطْحًا، وَالتَّلَذُّذَ بِالْمَذْمُوْمِ طَيِّبَةً، وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى اِبْتِلَاءً، وَالرُّجُوْعَ اِلَى الدُّنْيَا وَصْلًا، وَسُوْءَ الْخُلُقِ

---

[1] عن قریب آئے گا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ کہ نہ باقی رہے گا اسلام سے مگر نام ہی نام اور نہ باقی رہے گا قرآن سے مگر خطوط ونقوش۔ (بیہقی فی شعب الایمان، رقم: ۱۸۵۸)

مُوَلَّةً، وَالْبُخْلَ جَلَادَةً، وَالسُّؤَالَ عَمَلًا، وَبَذَاءَةَ اللِّسَانِ مَلَامَةً، وَمَا كَانَ هٰذَا طَرِيْقُ الْقَوْمِ [۱] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان رسوم کی نسبت فرماتے ہیں: نسبت صوفیہ غلیمتے است کبریٰ ورسوم ایشان ہیچ نمی ارزد۔

فصل ۲۔ ایک مانع یہ ہے کہ غلطی سے کسی بے شرع پیر سے بیعت کرلی، اب ساری عمر اسی کو نباہتا رہا، جب وہ خود واصل نہیں تو اس کو کیسے واصل کرے گا۔ حضرت بُندار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صُحْبَةُ اَهْلِ الْبِدَعِ تُوْرِثُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْحَقِّ [۲] شیخ قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے درویش! محک و معیار این کار کتاب و سُنّت ست و سیر سلف کہ اہلِ اقتدا بودند نہ اجازت مجرد و مقام متبرک کہ فلاں فرزند درویش ست در جائے آباؤ اجداد خود نشستہ وچیزے کہ ازشان شیخی مخالف معیار ست آں فاسد و باطل، یعنی اگر قول وفعل شیخ مخالف کتاب وسُنّت واجماع بود، ہیچ نباشد، آں شیخ لائق شیخی ومقتدائی نبود ہر کہ بدو اقتدا کہ کند بمقصود نرسد، بلکہ اس کو چھوڑ کے دوسرے کامل سے بیعت کرے۔ شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر از نادانی خود بجاہل یا اہلِ بدعت ارادت آورد تجدید ارادت کند، واز دست او خرقہ پوشد تا گمراہ نشود۔ اور یہ مشہور ہے شیخ من خس است اعتقاد من بس ست، سو اول تو ایسے جاہل، فاسق آدمی سے اعتقاد باقی رہنا مشکل ہے، دوسرے یہ قاعدہ کلیہ نہیں شاذ ونادر ایسا بھی ہوگیا ہے، جو اس فن سے ذرا بھی واقف ہے جانتا ہے کہ وصول مطلب کا طریقہ شیخِ کامل کی صحبت وتعلیم ہے و بس! اور شیخ کامل وہی ہے جو جامع ہو ظاہر و باطن کا۔ تیسرے یہ کہ اس سے بے شرع پیر مراد نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر پیر بہت بڑے درجے کا کامل نہ ہو مگر شرع کے خلاف نہ ہو، تو

---

[۱] توڑ دیا لوگوں نے ارکان تصوف کو اور تباہ کر دیا اُس کے طریقوں کو اور بدل دیا اُس کے معنوں کو، ایسے ناموں سے جو خود گڑھے، طمع کا بہتات نام رکھا، اور بے ادبی کا اخلاص، اور دینِ حق سے نکل جانے کو شطح [شریعت کے خلاف بکواس]، اور بُری چیزوں سے لذت لینے کا خوش طبعی اور خواہش کی پیروی کا امتحان، اور دنیا کی طرف لوٹ آنے کا وصل، اور بدخلقی کا رُعب، اور بخل کا قوت، اور سوال کا عمل، اور بدزبانی اور بھکڑ گوئی کا ملامت، اور نہیں ہے قوم کا یہ طریقہ۔

[۲] بدعتیوں کی صحبت، اللہ سے منہ موڑ لینے کے باعث ہوتی ہے۔

یوں سمجھے کہ اگر چہ اس سے بڑھ کر اور کامل ہوں مگر میرے لیے یہی کافی ہے اور میرا اعتقاد مجھے مقصود تک پہنچادے گا۔

فصل ۳۔ ایک مانع لڑکوں، عورتوں کو دیکھنا، یا اُن کے پاس بیٹھنا اٹھنا ہے اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں اپنے پیر کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر اپنے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت! کیا اللہ تعالیٰ اس صورت کو عذاب دیں گے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے، جلدی اِس کا نتیجہ بھگتو گے، وہ کہتے ہیں: بیس برس بعد میں قرآن بھول گیا۔ اسی طرح عورتوں سے ملنا جلنا خُدا تعالیٰ سے کوسوں دور پھینکتا ہے۔ باب الاغلاط میں بتفصیل مرقوم ہو چکا ہے۔

فصل ۴۔ ایک مانع زبان درازی اور دعویٰ کمالات و دعویٰ توحید اور گستاخی، بے ادبی شریعت کے ساتھ یا حق تعالیٰ کے ساتھ اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے۔

فصل ۵۔ ایک مانع شیخ کی تعلیم سے زائد، ٹوٹ کر مجاہدہ کرنا کہ چند روز میں گھبرا کر وہ تھوڑا تعلیم کیا ہوا بھی چھوٹ جاوے، چنانچہ بہت سے لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔[1]

فصل ۶۔ ایک مانع یہ کہ حصولِ ثمرات و مجاہدہ میں تقاضا و عجلت کرنا کہ اتنے دن مجاہدہ کرتے ہو گئے اب تک کوئی نتیجہ نہیں ہوا، اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ یا تو شیخ سے بداعتقاد ہو جاتا ہے یا مجاہدہ ترک کر دیتا ہے۔ طالب کو سمجھنا چاہیے کہ کوئی چیز بھی ایسی دفعۃً حاصل ہوتی ہے؟ دیکھو! یہی شخص کسی وقت بچہ تھا، کتنے دن میں جوان ہوا؟ پہلے جاہل تھا، کتنے دنوں میں عالم ہو؟ غرض عجلت و تقاضا گویا اپنے ہادی پر فرمائش ہے۔

اگر کسی وقت دل گھبرایا کرے، ان اشعار سے تسلّی کر لیا کرے۔

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال میں سے اتنا اختیار کرو کہ اکتاؤ نہیں کیونکہ اللہ اُکتاتا نہیں جب تک تم نہ اُکتا جاؤ۔ (بخاری، رقم: ۵۵۲۳۔ مسلم، رقم: ۱۷۷)

اشعار

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع — عاقلے کامل شود یا فاضلے صاحب سخن
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی زآفتاب — لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
ماہا باید کہ تا یک مشتِ پشم از پشت پیش — صوفی را خرقہ گردد یا حمارے رارسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبۂ از آب وگل — شاہدے راحلہ گردد یا شہیدے راکفن
روز ہا باید کشیدن انتظار بے شمار — تا کہ در جوف صدف باران شود درعدن

فصل ۷: ایک مانع یہ کہ شیخ سے محبت وعقیدت میں فتور ڈالنا، یا اس سے بڑھ کر یہ کہ شیخ کا آزردہ کرنا، حدیث میں ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ.[1]

چھٹا باب- وصایائے جامعہ میں

اس میں چند فصلیں ہیں:

فصل ۸۔ امام قُشیری کے وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ اول عقائد موافق اہلِ سُنّت و جماعت درست کرے، پھر ضرورت کے موافق علم حاصل کرے، خواہ درس سے یا صحبتِ علما سے، اور اختلافی مسئلہ میں احتیاط پر عمل کرے، اور معاصی سے توبہ خالص کرے اور اہلِ حقوق کو راضی کرے، مال و جاہ کے تعلّقات کو قطع کرے، اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے، نہ اس پر کوئی اعتراض کرے، اپنے باطنی حالات شیخ سے پوشیدہ نہ کرے اور کسی سے ظاہر نہ کرے، اگر کچھ قصور شیخ کا ہوجائے فوراً معذرت کرے اور اقرار خطا کا کرے تاویل نہ کرے، بلاضرورت شدیدہ سفر نہ کرے، بہت ہنسے نہیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، اپنے پیر بھائیوں پر حسد نہ کرے، لڑکوں، عورتوں کی صحبت سے بچے بلکہ ان سے زیادہ گھل مل کر باتیں بھی نہ کرے، جب تک صاحب نسبت نہ ہوجاوے کسی کو مرید نہ کرے، آدابِ شرع کا بہت پاس رکھے،

---

[1] جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس کو لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں۔ (بخاری، رقم: ۶۱۳۷)

مجاہدہ وعبادت میں سستی نہ کرے، تنہائی میں رہے، اگر مجمع میں رہنے کا اتفاق ہو تو اُن کی خدمت کرے، اپنے کو اُن سے کم سمجھ کر برتاؤ کرے، دنیاداروں کی صحبت سے پرہیز کرے۔

فصل ۹۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ بلاضرورت ومصلحتِ دینی اغنیا سے صحبت نہ رکھے، صوفیان جاہل اور جاہلان عابد اور علمائے زاہدان خشک اور جو محدثین اہلِ فقہ سے عداوت رکھیں اور جو لوگ کلام ومعقول میں انہماک رکھتے ہیں ان سب کی صحبت سے بچے، ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو عالم، صوفی ہو، دنیا کا تارک، ذکر اللہ واتباع سُنّت کا عاشق اور مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے کہ حنفیوں کا مذہب سب سے اچھا ہے یا شافعیہ کا سب سے بڑھ کر ہے، اپنے مذہب پر عمل کرتا رہے، نہ صوفیوں کے طرق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کہ چشتیہ کی نسبت بڑے زور کی ہے، دوسرا کہے کہ نقشبندیوں میں اتباع سُنّت زیادہ ہے، اسی قسم کے خرافات سے بچے، جو لوگ مغلوب الحال ہیں یا کسی تاویل سے کوئی اَمر کرتے ہیں جو اس شخص کے نزدیک خلافِ سُنّت ہے اُن کو بُرا بھلا نہ کہے اور خود وہی کرے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہے۔

فصل ۱۰۔ اس فصل میں حضرت سیدنا، مرشدنا، الشیخ، الحافظ، الحاج محمد امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کی وصایا کا خلاصہ لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتا ہوں، اس کو آخر میں اسی واسطے لکھا کہ خاتمہ میں برکت ہو، ورنہ میرا حق یہ تھا کہ ان کو سب سے مقدّم کرتا:

وِلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

طالبِ حق پر لازم ہے کہ اول مسائلِ ضروری وعقائد اہلِ سُنّت وجماعت کے حاصل کرے، پھر اِن مسائل سے تزکیہ کرے: حرص، اَمَل، غضب، جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریا، تکبّر، کینہ۔ اور یہ اخلاق پیدا کرے: صبر، شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکّل، رضا، تسلیم، اور شرع کا پابند رہے، اور اگر گناہ ہو جائے جلدی کر کے نیک عمل سے تدارک کرے، نماز باجماعت وقت پر پڑھے، کسی وقت یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو، لذت ذکر پر شکر بجا لائے اور کشف وکرامات کا طالب نہ ہو۔ اپنا حال یا سخن تصوف [تصوف کی باتیں] غیر محرم سے نہ کہے، دنیا ومافیہا کو دل

سے ترک کرے، خلاف شرع فقرا کی صحبت سے بچے، لوگوں سے بقدر ضرورت خُلق کے ساتھ ملے، سب سے اپنے کو کمتر جانے، کسی پر اعتراض نہ کرے، بات نرمی سے کرے، سکوت و خلوت کو محبوب رکھے۔ اوقات منضبط رکھے، تشویش کو دل میں نہ آنے دے، جو کچھ پیش آئے حق کی طرف سے سمجھے، غیر اللہ کا خطرہ نہ آنے دے، دینی کاموں میں نفع پہنچاتا رہے، نیت خالص رکھے، خورد ونوش میں اعتدال رہے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ کسل [سُستی] ہو اور نہ اس قدر کم کہ عبادت سے ضعف ہو جائے، کسب حلال افضل ہے، اگر توکّل کرے تو بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی سے طمع نہ رکھے، نہ کسی سے اُمید وخوف کرے، حق تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہے، نعمت پر شکر بجالائے، فقر وفاقہ سے تنگدل نہ ہو، اپنے متعلّقین سے نرمی برتے، ان کی خطا وقصور سے درگزر کرے، انکا عذر قبول کرے، کسی کی غیبت وعیب جوئی نہ کرے، عیب پوشی کرے، اپنے عیوب کو پیش نظر رکھے، کسی سے تکرار نہ کرے، مہمان نواز ومسافر پرور رہے، غربا و مساکین، علما وصلحا کی صحبت اختیار کرے، قناعت وایثار کی عادت رکھے، بھوک پیاس کو محبوب سمجھے، کم ہنسے زیادہ روئے، عذابِ الٰہی اور اسکی بے نیازی سے لرزاں [ڈرتا] رہے، موت کا ہر وقت خیال رکھے، روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرلیا کرے، نیکی پر شکر، بدی پر توبہ کرے، صدق مقال [سچّی بات]، اکل حلال اپنا شعار کرے، غیر مشروع مجلس میں نہ جائے، رسوم جہل سے بچے۔ شرمگیں، کم گو، کم رنج، صلاح جو، نیکو رفتار، باوقار، بردبار رہے، ان صفات پر مغرور نہ ہو، اولیا کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے، گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جاکر ایصال ثواب کرے، مرشد کا ادب اور فرمانبرداری کامل طور پر بجالائے اور ہمیشہ استقامت کی دعا کرے۔

الحمدللہ کہ ۲۷ر صفر، روز پنج شنبہ، ۱۳۱۵ھ، وقت چاشت، مقام کان پور، مدرسہ جامع العلوم میں رسالہ ''تعلیم الدین'' اختتام کو پہنچا۔ یاالٰہی! اس کو قبول فرما کر اپنے بندوں کو نفع بخش

نہ بہ نقش بستہ مشوشم، نہ بحرف ساختہ سر خوشم
نفسے بیادمے کشم، چہ عبارت و چہ معانیم

اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَالسَّعَادَۃِ! (آمین)

یادداشت

یادداشت

یادداشت

یادداشت

من منشورات مكتبة البشرى

الكتب العربية

الكتب المطبوعة

(ملونة، مجلدة)

الهداية (٨ مجلدات)	منتخب الحسامي
الصحيح لمسلم (٧ مجلدات)	نور الإيضاح
مشكاة المصابيح (٤ مجلدات)	أصول الشاشي
نور الأنوار (مجلدين)	نفحة العرب
تيسير مصطلح الحديث	شرح العقائد
كنز الدقائق (٣ مجلدات)	تعريب علم الصيغة
التبيان في علوم القرآن	مختصر القدوري
مختصر المعاني (مجلدين)	شرح تهذيب
تفسير الجلالين (٣ مجلدات)	

(ملونة كرتون مقوي)

متن العقيدة الطحاوية	زاد الطالبين
هداية النحو (مع الخلاصة)	المرقات
هداية النحو (المتداول)	الكافية
شرح مائة عامل	شرح تهذيب
دروس البلاغة	السراجي
شرح عقود رسم المفتي	إيساغوجي
البلاغة الواضحة	الفوز الكبير

كتب تحت الطباعة

(ستطبع قريبا بعون الله تعالى)

(ملونة، مجلدة)

المقامات للحريري	عوامل النحو
التفسير للبيضاوي	الموطأ للإمام مالك
الموطأ للإمام محمد	قطبي
المسند للإمام الأعظم	ديوان الحماسة
تلخيص المفتاح	الجامع للترمذي
المعلقات السبع	الهدية السعيدية
ديوان المتنبي	شرح الجامي
التوضيح والتلويح	

☆.....☆.....☆

Books In Other Languages

English Books

Tafsir-e-Uthmani (Vol. 1, 2, 3)

Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)

Key Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)

Al-Hizbul Azam (Large) (H. Binding)

Al-Hizbul Azam (Small) (Card Cover)

Secret of Salah

Other Languages

Riyad Us Saliheen (Spanish) (H. Binding)

Fazail-e-Aamal (Germon) (H. Binding)

To be published Shortly Insha Allah

Al-Hizbul Azam (French) (Coloured)

مکتبۃ البشریٰ

شعبہ نشرواشاعت

ہردو حرمی محمد علی ہیبر یشیبل شرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی پاکستان

درس نظامی اردو مطبوعات

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
معین الفلسفلہ
آسان اصول فقہ
تیسیر المنطق
فصول اکبری
علم الصرف (اولین وآخرین)
عربی صفوۃ المصادر
جمال القرآن
نحومیر
میزان ومنشعب (الصرف)
تعلیم الاسلام (مکمل)
عربی زبان کا آسان قاعدہ
نام حق
پندنامہ
عربی کا معلم (اول تا چہارم)
عوامل النحو (النحو)
حیات المسلمین
تعلیم العقائد
مفتاح لسان القرآن (اول تا سوم)
بہشتی زیور (تین حصے)

خیر الاصول (اصول الحدیث)
الانتباہات المفیدۃ
معین الاصول
فوائد مکیہ
تاریخ اسلام
علم النحو
جوامع الکلم
صرف میر
تیسیر الابواب
بہشتی گوہر
تسہیل المبتدی
فارسی زبان کا آسان قاعدہ
کریما
تیسیر المبتدی
کلید جدید عربی کا معلوم (اول تا چہارم)
آداب المعاشرت
تعلیم الدین
لسان القرآن (اول تا سوم)
سیر صحابیات

دیگر اردو مطبوعات

قرآن مجید پندرہ سطری (حافظی)
پنج سورہ

پنج پارہ
عم پارہ (درسی)
سورۂ یٰس

نورانی قاعدہ
رحمانی قاعدہ
بغدادی قاعدہ
اعجاز القرآن
تفسیر عثمانی
بیان القرآن
النبی الخاتم ﷺ
سیرت سید الکونین خاتم النبیین ﷺ
حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم
خلفائے راشدین
امت مسلمہ کی مائیں
نیک بیبیاں
رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں
تبلیغ دین (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)
اکرام المسلمین/حقوق العباد کی فکر کیجیے
علاماتِ قیامت
حیلے اور بہانے
جزاء الاعمال
اسلامی سیاست
علیکم بسنتی
آداب معیشت
منزل
حصن حصین
الحزب الاعظم (ماہوار مکمل)
الحزب الاعظم (ہفتوار مکمل)
اعمال قرآنی
زاد السعید
مناجات مقبول
مسنون دعائیں
فضائل اعمال
فضائل صدقات
اکرام مسلم
فضائل درود شریف
فضائل علم
فضائل حج
فضائل امت محمدیہ ﷺ
جواہر الحدیث
منتخب احادیث
آسان نماز
نماز حنفی
نمازِ مدلل
آئینہ نماز
معلم الحجاج
بہشتی زیور (مکمل)
خطبات الاحکام لجمعات العام
روضۃ الادب

دائمی نقشہ اوقاتِ نماز: کراچی، سندھ، پنجاب، خیبر پختونخواہ